ایمانیات، عبادات، سیرت، اذکار، دعاؤں، سنتوں اور آداب پر مشتمل مدنی گلدستہ
اِسلامیات
ساتویں جماعت کے لیے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب پڑھنے کی دُعا

کتاب پڑھنے سے پہلے ذیل میں دی ہوئی دُعا پڑھ لیجیے اِنْ شَآءَاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جو کچھ پڑھیں گے یاد رہے گا۔

اوّل آخر ایک بار دُرود شریف پڑھ لیجیے۔

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا حِكْمَتَكَ وَانْشُرْ عَلَيْنَا رَحْمَتَكَ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَام

ترجمہ: اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہم پر علم و حکمت کے دروازے کھول دے اور ہم پر اپنی رحمت نازل فرما، اے عظمت اور بزرگی والے (مستطرف، ج ۱، ص ۴۰، دارالفکر بیروت)

”تربیت اولاد“ کے دس حروف کی نسبت سے والدین کے لیے ”دس مدنی پھول“

1. اسلامی معاشرے کا بہترین فرد بنانے نیز بحیثیت والدین اپنی ذمہ داری احسن انداز میں نبھانے کے لیے اولاد کی بہترین تربیت بہت ضروری ہے۔ ابتدا ہی سے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی محبت پیدا کرنے کے لیے اپنے گھر کو تلاوت و نعت وغیرہ کی برکتوں سے مالا مال رکھیے۔ مدنی چینل اس کا بہترین ذریعہ ہے۔
2. نماز کا عادی بنانے کی نیت سے اپنے بچوں کو نمازِ فجر کے لیے باقاعدگی سے اُٹھایئے اور باقی نمازوں کی پابندی کا بھی ذہن دیجیے۔
3. سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سنتیں سیکھنے اور سکھانے کی نیت سے اپنے گھر میں فیضانِ سُنّت کا درس جاری کیجیے۔
4. والدین، اساتذہ کرام اور بزرگوں کا ادب و احترام سکھانے کی نیت سے مکتبۃ المدینہ کی کتابوں سے بزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن کے واقعات سنایئے۔
5. اسلامی تعلیمات کے مطابق ذہن سازی کے لیے اچھے اخلاق، صبر و شکر، حُسنِ سلوک اور قرآن و سُنّت کے عامل بن کر اپنی اولاد کے سامنے عملی نمونہ پیش کیجیے۔
6. جھوٹ، غیبت، چغلی، لڑائی جھگڑا، گالی گلوچ، بدنگاہی اور دیگر گناہوں سے بچنے کا ذہن دیتے رہیے۔
7. جسمانی نشوونما اور صحت کی درستی کے لیے اپنی حیثیت کے مطابق حلال کمائی سے اچھی اور متوازن غذا بالخصوص دُودھ اور پھل وغیرہ کی ترکیب بنایئے۔
8. اپنے بچے کی تعلیمی کیفیت سے آگاہ رہنے کیلئے روزانہ ہوم ورک چیک کیجیے اور دارالمدینہ کی طرف سے وقتاً فوقتاً ہونے والی پیرنٹس ٹیچرز / پیرنٹس منیجمنٹ میٹنگز میں شرکت فرمایئے۔
9. غلطیوں کی اصلاح کے لیے بے جا مار پیٹ کے بجائے محبت نرمی اور حکمت کے ساتھ سمجھایئے۔
10. اپنی اولاد کو ہر وقت اپنی نیک دُعاؤں مثلاً علم و عمل میں برکت اور درازیِ عمر بالخیر وغیرہ سے نوازتے رہیے۔

ایمانیات، عبادات، سیرت، اذکار، دعاؤں، سنتوں اور آداب پر مشتمل مدنی گلدستہ

اِسلامیات

ساتویں جماعت کے لیے

نام ____________________

ولدیت ____________ فون ____________

کلاس ____________ سیکشن ____________

ایڈمیشن آئی۔ڈی ________ جی۔آر نمبر ________ رول نمبر ________

اسکول ____________________

شعبۂ اسلامیات

دار المدینہ شعبۂ نصاب (دعوتِ اسلامی)

پبلشر

دار المدینہ پبلی کیشنز

پہلی اشاعت ۲۰۱۸

ISBN : 978-969-691-017-6

تیاری و پیش کش

شعبۂ نصاب، دار المدینہ

ای میل: curriculum@darulmadinah.net

ہم ان ممالک میں موجود ہیں:

پاکستان | بھارت | برطانیہ | امریکا
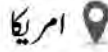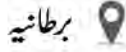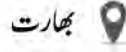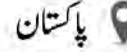
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب "اِسْلَامِیَّات (ساتویں جماعت کے لیے)" مطبوعہ دار المدینہ پبلی کیشنز پر مجلس تفتیش کتب و رسائل کی جانب سے نظرِ ثانی کی کوشش کی گئی ہے۔ مجلس نے اسے عقائد، کفریہ عبارات، اخلاقیات اور فقہی مسائل وغیرہ کے حوالے سے مقدور بھر ملاحظہ کر لیا ہے، البتہ کمپوزنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذمہ مجلس پر نہیں۔

تاریخ: ۲۷ مارچ ۲۰۱۷

مجلس تفتیشِ کتب و رسائل (دعوتِ اسلامی)

ہمارا ساتھ دیجیے۔

دار المدینہ (انٹرنیشنل اسلامک اسکول سسٹم) کا بنیادی مقصد شریعت کے تقاضوں کے مطابق معیاری دینی و دنیوی تعلیم فراہم کرنا ہے۔
تمام اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں سے تعاون کی مدنی التجا ہے۔

Dar-ul-Madinah Educational Support Fund

Title of Account	Darul Madina Educational Support Fund	Branch Code	0891
Account No.	0112-0891-010-1515-9	Swift Code	UNILPKKA
Bank	UBL Ameen	IBAN Code	PK97UNIL0112089101015159
Branch	Main Branch M.A. Jinnah Road, Karachi		

For Sadqaat-e-Nafila

Title of Account	DAWATEISLAMI	Branch Code	0063
Account No.	0388841531000263	Swift Code	MUCBPKKA
Bank	MCB Bank Limited	IBAN Code	PK20MUCB0388841531000263
Branch	Cloth Market Branch, Karachi		

مزید معلومات اور آن لائن عطیات جمع کروانے کے لیے ہماری ویب سائٹس وزٹ کیجیے۔

www.darulmadinah.edu.pk | www.dawateislami.net | donation.dawateislami.net

پیش لفظ

علم دین سیکھنے کی بدولت انسان کو وہ نور حاصل ہوتا ہے جو اسے کفر و شرک اور جہالت و گمراہی کے اندھیروں سے نکالتا اور جینے کا سلیقہ سکھاتا ہے۔ فی زمانہ اسکول، کالج اور یونیورسٹیوں کے نصاب میں شامل اسلامیات کی کتاب کی تدریس کو ہی اسلامی تربیت کے لیے کافی سمجھ لیا جاتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ تربیت کا آغاز بچے کی کس عمر سے اور کس علم سے ہونا چاہیے اس حوالے سے اہلِ فن کی آراء اگرچہ مختلف ہو سکتی ہیں، البتہ اسلام میں تربیت کا آغاز پیدائش کے فوراً بعد بچے کے کان میں اذان دے کر کیا جاتا ہے، گویا ابتدا ہی سے بچے کو اسلام کے بنیادی عقائد مثلاً اللہ عَزَّوَجَلَّ کی وحدانیت، نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی رسالت اور نماز کے بارے میں آگاہی دے دی جاتی ہے۔ عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ مختلف انداز سے تربیت کا یہ سلسلہ آگے بڑھتا ہے۔

یوں تو ہر مسلمان کے لیے عبادات و اخلاقیات اور اپنی ضروریات کے مسائل سے آگاہ ہونا اور عملاً ان سے آراستہ ہونا ضروری ہے۔ خصوصاً طلبہ و طالبات کی دینی و اخلاقی تربیت کیلئے ہمیں خاص توجہ کی حاجت ہے تاکہ ہم انہیں معاشرہ کا ایک اچھا با اخلاق و باکردار و باعمل نیک مسلمان بنانے میں کامیاب ہو سکیں۔ اُمّتِ مسلمہ کے نونہالوں کی اس دینی ضرورت کو پورا کرنے کا بیڑا دعوتِ اسلامی کے شعبہ دارالمدینہ نے اُٹھایا ہے۔ بانیٔ دعوتِ اسلامی شیخ طریقت امیر اہلسنت حضرت علامہ ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے فیضانِ نظر سے دینی و عصری عُلوم کے حسین امتزاج پر مشتمل نظام تعلیم کو عام کرنے کے لیے ملک و بیرون ملک کئی مقامات پر دارالمدینہ قائم ہیں۔ دارالمدینہ کا ایک ذیلی شعبہ "شعبۂ نصاب" ہے جہاں علمائے کرام اور ماہرین کی زیرِ نگرانی دیگر مضامین کے علاوہ اسلامیات کی درسی کتب کی تیاری کا سلسلہ جاری ہے۔

اسلامیات کی یہ سیریز مڈل کلاسز کے طلبہ و طالبات کے لیے تیار کی گئی ہے۔ اس سے قبل پری پرائمری اور پرائمری کلاسز کی کتابوں کے علاوہ چھٹی جماعت کی کتاب شائع ہو کر آپ کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہے۔ یہ سیریز تیار کرتے وقت طلبہ کی عمر اور دینی ضرورت کے مطابق موضوعات و مضامین کو مختلف ابواب میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔

پہلے باب کو مختلف قرآنی سورتوں، دُعاؤں، اور نماز کے اذکار سے مزین کیا گیا ہے۔ دوسرے باب میں اللہ عَزَّوَجَلَّ، انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام، آسمانی کتابوں، جنت و دوزخ اور فرشتوں پر ایمان وغیرہ عقائد کو احسن انداز میں پیش کیا گیا ہے تاکہ طلبہ صحیح اسلامی عقائد سے آشنا ہو کر بدمذہبی اور گمراہی سے محفوظ رہ سکیں۔ تیسرے باب میں عبادات کے مسائل و احکام سکھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ چوتھے باب میں مختصر اور جامع انداز میں حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرت کے چند گوشوں پر روشنی ڈالی گئی ہے تاکہ طلبہ، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرتِ طیبہ سے آشنا ہو سکیں۔ پانچویں باب میں اخلاق و آداب کو عام فہم انداز میں شامل کیا گیا ہے تاکہ طلبہ اپنی زندگی کو اُس کے سانچے میں ڈھال سکیں۔ جبکہ چھٹے باب میں انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام، صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور مشاہیر اسلام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی مُبارک زندگیوں کے مختصر احوال شاملِ نصاب کیے گئے ہیں۔

اسلامیات کی موجودہ سیریز میں درج ذیل اُمور خاص اہمیت کے حامل ہیں:

- طلبہ و طالبات کی ذہنی استعداد کے مطابق آسان اور عام فہم انداز میں اسباق لکھے گئے ہیں۔
- قرآنی آیات اور منتخب سورتوں کا ترجمہ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا مفتی ابو صالح محمد قاسم قادری مدظلہ العالی کے آسان اُردو ترجمہ "کنزالعرفان" سے لیا گیا ہے۔
- تمام احادیث و روایات مستند کتب سے لی گئی ہیں جن کے اصل حوالہ جات آخر میں دے دیے گئے ہیں۔
- بہتر نتائج کے حصول کے لیے سبق کے آغاز میں مقاصد لکھ دیے گئے ہیں تاکہ اساتذہ اور طلبہ اہم باتوں پر توجہ مرکوز رکھ سکیں۔
- سبق کے آخر میں رہنمائے اساتذہ کا بھی اہتمام کیا گیا ہے تاکہ اساتذۂ کرام ان سے استفادہ کرتے ہوئے طلبہ کی بہترین تربیت کر سکیں۔
- مشقیں دلچسپ اور معیاری بنائی گئی ہیں نیز ایسی سرگرمیوں کو بھی شامل کیا گیا ہے جو طلبہ و طالبات کی طلب علم میں اضافے کا سبب بنیں گی۔

حُسن نیت کے ساتھ کی جانے والی کوششوں کے باوجود اغلاط سے پاک ہونے کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا۔ والدین، اساتذۂ کرام اور دیگر قارئین سے گزارش ہے کہ کتاب کے بارے میں مفید مشوروں سے ضرور نوازیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دُعا ہے کہ وہ اس کتاب کو طلبہ و طالبات کے لیے بالخصوص اور دیگر قارئین کے لیے بالعموم اسلامی تعلیمات حاصل کرنے کا ذریعہ بنائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

شعبہ اسلامیات

دارالمدینہ شعبہ نصاب (دعوت اسلامی)

فہرست

نمبرشمار	عنوان	صفحہ نمبر
	بابِ اوّل: حفظ وناظرہ	
۱	سُوْرَۃُ الضُّحٰی	۲
۲	سُوْرَۃُ الزِّلْزَال	۳
۳	سُوْرَۃُ الْقَارِعَة	۴
۴	سُوْرَۃُ الْفَاتِحَه (حفظ وترجمہ)	۵
۵	قُرآنی دُعائیں	۶
	بابِ دوم: ایمانیات	
۶	عقیدۂ رسالت	۹
۷	محشر کا دن	۱۶
	بابِ سوم: عبادات	
۸	مبارک راتوں میں عبادت	۲۰
۹	نمازِ جنازہ	۲۵
۱۰	زکوٰۃ	۲۹
	بابِ چہارم: سیرتِ مصطفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ	
۱۱	غزوۂ حنین	۳۵
۱۲	غزوۂ تبوک	۳۹
۱۳	حجۃ الوداع	۴۵
۱۴	وِصالِ ظاہری	۴۹
	بابِ پنجم: اخلاق وآداب	
۱۵	صلہ رحمی	۵۴
۱۶	پڑوسیوں کے حُقُوق	۵۸
۱۷	تواضُع وانکساری	۶۲
۱۸	عدل واحسان	۶۵
۱۹	کسبِ حلال	۶۹
۲۰	سفر کی سُنّتیں وآداب	۷۳
	بابِ ششم: مشاہیرِ اسلام	
۲۱	حضرت سیّدتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا	۷۸
۲۲	حضرت سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ	۸۲
۲۳	حضرت سیّدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ	۸۷

باب اوّل

حفظ و ناظرہ

سُوْرَۃُ الضُّحٰی

تدریسی مقصد: • سورۂ والضحٰی زبانی یاد کروانا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

وَ الضُّحٰی ۙ﴿۱﴾ وَ الَّیۡلِ اِذَا سَجٰی ۙ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَ مَا قَلٰی ؕ﴿۳﴾ وَ لَلۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ لَّکَ مِنَ الۡاُوۡلٰی ؕ﴿۴﴾ وَ لَسَوۡفَ یُعۡطِیۡکَ رَبُّکَ فَتَرۡضٰی ؕ﴿۵﴾ اَلَمۡ یَجِدۡکَ یَتِیۡمًا فَاٰوٰی ۪﴿۶﴾ وَ وَجَدَکَ ضَآلًّا فَہَدٰی ۪﴿۷﴾ وَ وَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغۡنٰی ؕ﴿۸﴾ فَاَمَّا الۡیَتِیۡمَ فَلَا تَقۡہَرۡ ؕ﴿۹﴾ وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنۡہَرۡ ؕ﴿۱۰﴾ وَ اَمَّا بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ ﴿۱۱﴾

کیا آپ جانتے ہیں؟

ایک مرتبہ چند دن وحی نازل نہ ہوئی تو کفّار آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو طعنے دینے لگے کہ آپ کے ربّ نے آپ کو چھوڑ دیا ہے۔ اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ سورت نازل فرما کر (اپنے نبی سے محبّت کا اظہار فرمایا اور کافروں کے منہ بند کر دیے)۔

سرگرمی

سورۂ والضحٰی زبانی یاد کر کے سُنائیے۔

رہنمائے اساتذہ

طلبہ / طالبات کو سورۂ والضحٰی زبانی یاد کروائیے۔

سُوْرَۃُ الزِّلْزَال

تدریسی مقصد: • سورۂ زلزال زبانی یاد کروانا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ﴿۱﴾ وَ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ﴿۲﴾ وَ قَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ﴿۳﴾ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ﴿۴﴾ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ﴿۵﴾ یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ﴿۶﴾ لِّیُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ﴿۶﴾ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ﴿۷﴾ وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ﴿۸﴾

کیا آپ جانتے ہیں؟

سورۂ زلزال ایک مرتبہ پڑھنے سے چوتھائی قرآن پڑھنے کا ثواب ملتا ہے اور ستّر مرتبہ پڑھنے سے مشکل دُور ہو جاتی ہے اور اس کے پڑھنے سے آسیب بھی دور ہو جاتا ہے۔ [2]

سرگرمی

سورۂ زلزال زبانی یاد کر کے سنائیے۔

رہنمائے اساتذہ

طلبہ / طالبات کو سورۂ زلزال زبانی یاد کروائیے نیز وقتاً فوقتاً سنتے رہیے۔

سُوۡرَةُ الۡقَارِعَة

تدریسی مقصد: • سورۂ قارعہ زبانی یاد کروانا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

اَلۡقَارِعَۃُ ۙ﴿۱﴾ مَا الۡقَارِعَۃُ ۚ﴿۲﴾ وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا الۡقَارِعَۃُ ؕ﴿۳﴾ یَوۡمَ یَکُوۡنُ النَّاسُ
کَالۡفَرَاشِ الۡمَبۡثُوۡثِ ۙ﴿۴﴾ وَ تَکُوۡنُ الۡجِبَالُ کَالۡعِہۡنِ الۡمَنۡفُوۡشِ ؕ﴿۵﴾ فَاَمَّا مَنۡ
ثَقُلَتۡ مَوَازِیۡنُہٗ ۙ﴿۶﴾ فَہُوَ فِیۡ عِیۡشَۃٍ رَّاضِیَۃٍ ؕ﴿۷﴾ وَ اَمَّا مَنۡ خَفَّتۡ مَوَازِیۡنُہٗ ۙ﴿۸﴾
فَاُمُّہٗ ہَاوِیَۃٌ ؕ﴿۹﴾ وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا ہِیَہۡ ؕ﴿۱۰﴾ نَارٌ حَامِیَۃٌ ﴿۱۱﴾

مدنی پھول

اس سورت کو 101 مرتبہ پڑھنے سے نظر بد ختم ہو جاتی ہے۔ مکان میں لکھ کر لگانے سے حفاظت رہتی ہے۔

سرگرمی

سورۂ قارعہ زبانی یاد کر کے سنائیے۔

رہنمائے اساتذہ

طلبہ / طالبات کو سورۂ قارعہ زبانی یاد کروائیے نیز وقتاً فوقتاً سنتے رہیے۔

سُوْرَةُ الْفَاتِحَه

تدریسی مقصد: • طلبہ / طالبات کو ترجمے کے ساتھ سورۂ فاتحہ زبانی یاد کروانا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (۱) الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (۲) مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ (۳)

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہان والوں کا پالنے والا ہے۔ بہت مہربان رحمت والا۔ جزا کے دن کا مالک

اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ (۴) اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (۵)

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔

صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۙ۬ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ (۷)

ان لوگوں کا راستہ جن پر تونے احسان کیا نہ کہ ان کا راستہ جن پر غضب ہوا اور نہ بہکے ہوؤں کا۔

مدنی پھول

نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ عالی شان ہے: "سورۂ فاتحہ ہر مرض کے لیے شفا ہے۔" [4]

سرگرمی

سورۂ فاتحہ اور اس کا ترجمہ زبانی یاد کر کے سنایئے۔

رہنمائے اساتذہ

طلبہ / طالبات کو سورۂ فاتحہ ترجمے کے ساتھ زبانی یاد کروایئے نیز وقتاً فوقتاً سنتے رہیے۔

تدریسی مقصد: • طلبہ/طالبات کو ترجمہ کے ساتھ چند قُرآنی دُعائیں زبانی یاد کروانا۔

عرش کے خزانہ کی دُعا

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۗ وَاغْفِرْ لَنَا ۗ وَارْحَمْنَا ۗ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾

اے ہمارے رب! اگر ہم بھولیں یا خطا کریں تو ہماری گرفت نہ فرما، اے ہمارے رب! اور ہم پر بھاری بوجھ نہ رکھ جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر رکھا تھا، اے ہمارے رب! اور ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں طاقت نہیں اور ہمیں معاف فرما دے اور ہمیں بخش دے اور ہم پر مہربانی فرما، تو ہمارا مالک ہے پس کافر قوم کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔

(پارہ 3، سورۂ بقرہ، آیت 286)

سرگرمی

مندرجہ بالا دُعا اور اس کا ترجمہ زبانی یاد کر کے سُنائیے۔

رہنمائے اساتذہ

طلبہ/طالبات کو مندرجہ بالا قُرآنی دُعا ترجمہ کے ساتھ زبانی یاد کروائیے نیز وقتاً فوقتاً پڑھتے رہنے کا ذہن دیجیے۔

زبان کی لکنت دور کرنے کی دُعا

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ﴿۲۵﴾ وَیَسِّرْ لِیْۤ اَمْرِیْ ﴿۲۶﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ ﴿۲۷﴾ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ﴿۲۸﴾

اے میرے رب! میرے لیے میرا سینہ کھول دے اور میرے لیے میرا کام آسان فرمادے اور میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ وہ میری بات سمجھیں۔ (پارہ16، سورۂ طٰہٰ، آیت25تا28)

کیا آپ جانتے ہیں؟

جس کی زبان میں لکنت ہو اگر وہ ہر نماز کے بعد سات بار مذکورہ دُعا پڑھ لیا کرے تو اِنْ شَآءَاللہ عَزَّوَجَلَّ وہ صاف بولنے والا بن جائے گا۔ (فرعون کا خواب، صفحہ25)

سرگرمی

مندرجہ بالا دُعا اور اس کا ترجمہ زبانی یاد کرکے سُنائیے۔

رہنمائے اساتذہ

طلبہ / طالبات کو مندرجہ بالا قرآنی دُعا ترجمہ کے ساتھ زبانی یاد کروائیے نیز وقتاً فوقتاً سُنتے رہیے۔

باب دوم
ایمانیات

عقیدۂ رسالت

تدریسی مقاصد:
- طلبہ / طالبات کو عقیدۂ رسالت کے بارے میں آگاہی فراہم کرنا۔
- طلبہ / طالبات کو حضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے محبت اور آپ کی تعظیم و توقیر کا ذہن دینا۔

اسلامی عقائد میں عقیدۂ توحید کے بعد اہم ترین عقیدہ، عقیدۂ رسالت ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے جن نیک بندوں کو مخلوق کی ہدایت و رہنمائی کے لیے وحی بھیجی، اُنھیں نبی اور رسول کہتے ہیں [5] اور اُن کے منصب کو نُبوّت و رسالت کہتے ہیں۔ عقیدۂ رسالت سے مراد حضرت سیّدنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام سے لے کر خاتمُ الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ذاتِ اقدس تک جتنے انبیا و رسل عَلَیْہِمُ السَّلَام تشریف لائے، اُن سب کی نبوت و رسالت کو برحق ماننا "عقیدۂ رِسالت" ہے۔

انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی بعثت کا مقصد

انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی بعثت کے متعلق اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

رُسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ لِئَلَّا یَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا ﴿۱۶۵﴾

(ہم نے) رسول خوش خبری دیتے اور ڈر سناتے (بھیجے) تاکہ رسولوں (کو بھیجنے) کے بعد اللہ کے یہاں لوگوں کے لیے کوئی عذر (باقی) نہ رہے اور اللہ زبردست ہے، حکمت والا ہے۔ (پارہ6، سورۂ نساء، آیت 165)

یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کثیر تعداد میں مختلف علاقوں اور مختلف وقتوں میں اس لیے نبی اور رسول مبعوث فرمائے تاکہ وہ لوگوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پہچان کروائیں اور اُس تک پہنچنے کا راستہ بتائیں، اہلِ ایمان کو جنّت کی خوش خبری دیں اور کُفّار کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عذاب سے ڈرائیں۔ پھر یومِ حشر جب وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش ہوں تو یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمیں ہماری گمراہی پر کیوں سزا دی جارہی ہے؟ کیا کوئی ایسا پیغمبر آیا جس نے ہمیں حق کی دعوت دی اور ہم نے قبول نہ کی۔ جب ہمیں حق کی طرف بلانے والا تو نے بھیجا ہی نہیں تو پھر ہمیں آج کیوں عذاب دیا جارہا ہے؟ اُن کے اس عذر کو دور کرنے کے لیے انبیا و رسل عَلَیْہِمُ السَّلَام مبعوث کیے گئے۔ [6] لیکن اس سے ہرگز یہ نہ سمجھا جائے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ پر نبی کا بھیجنا واجب ہے بلکہ اس نے اپنے فضل و کرم سے لوگوں کی ہدایت کے لیے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام بھیجے ہیں۔

عقیدۂ رسالت کے تقاضے

نبوت پر ایمان لانا

عقیدۂ رسالت کا بنیادی تقاضا ہے کہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی نبوت و رسالت پر ایمان لایا جائے اور اُن کے بارے میں یہ عقیدہ رکھا جائے کہ وہ تمام بشر (یعنی انسان) اور مرد ہیں۔ نہ کوئی جن نبی ہوا نہ کوئی عورت۔ انبیائے کرام علیہم السلام تمام مخلوق یہاں تک کہ رُسُلِ ملائکہ سے بھی افضل ہیں۔ وہ سب معصوم ہیں یعنی اُن سے گناہ ہونا ممکن ہی نہیں نیز بُری صفات اور ایسے افعال جو وجاہت و مروت کے خلاف ہیں اُن سے بھی بالاجماع معصوم ہیں۔ اللہ عزوجل نے انبیائے کرام علیہم السلام پر بندوں کے لیے جتنے احکام نازل فرمائے اُنھوں نے وہ سب پہنچادیے کہ احکام تبلیغیہ میں اُن سے بُھول چوک محال (ناممکن) ہے نیز اُن کے مبارک جسم کا ایسے امراض سے پاک ہونا ضروری ہے جن سے لوگ نفرت کرتے ہوں۔

تعظیم و توقیر

عقیدۂ رسالت کا تقاضا ہے کہ ہر نبی کی تعظیم و توقیر کی جائے اور یہ ہر مسلمان پر فرض بلکہ تمام فرائض سے بڑھ کر ہے۔ کسی نبی کی شان میں ادنیٰ سی توہین بھی کفر ہے۔

اطاعت و اتباع

عقیدۂ رسالت کا تقاضا ہے کہ انسان اپنی زندگی سنوارنے اور دُنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے انبیائے کرام علیہم السلام کی نبوت کو ماننے کے ساتھ ساتھ ان کی اطاعت و پیروی کو اپنے اُوپر لازم کرلے۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

> وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ
>
> اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اُس کی اطاعت کی جائے۔ (پارہ5، سورۂ نساء، آیت 64)

اگرچہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی اطاعت و اتّباع لازم تھی مگر چونکہ اب گزشتہ شریعتوں کو منسوخ کردیا گیا ہے لہٰذا اب ہر انسان پر آخری نبی حضرت سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی ہی اطاعت و اتباع لازم ہے۔

محبّت رسول

ہر بندۂ مؤمن کے لیے ضروری ہے کہ وہ انبیائے کرام علیہم السلام سے محبّت کرے، نیز حضورِ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم سے اپنی جان، مال اور آل اولاد سے زیادہ محبت کرے اور اپنے قول و فعل سے محبّت کا اظہار بھی کرے۔

آقائے دو جہاں صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَالِہٖ وَسَلَّمَ ارشاد فرماتے ہیں :

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔

تُم میں سے کوئی اُس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اُس کے نزدیک اُس کے (ماں) باپ، اُس کی اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ بن جاؤں ۔(بخاری) [8]

ختمِ نبوت

عقیدۂ رسالت کا تقاضا ہے کہ اس بات کو تسلیم کیا جائے کہ نبوت کا سلسلہ حضرت سیّدنا آدم عَلَیْہِ السَّلام سے شروع ہو کر حضرت سیّدنا محمد مصطفٰی صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَالِہٖ وَسَلَّمَ پر ختم ہو گیا۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے خود قرآن مجید میں آپ صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَالِہٖ وَسَلَّمَ پر نبوّت کے اختتام کا اعلان فرمایا ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ

محمد (صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَالِہٖ وَسَلَّمَ) تمھارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخر میں تشریف لانے والے ہیں۔ (پارہ 22، سورۂ احزاب، آیت 40)

یعنی آپ صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَالِہٖ وَسَلَّمَ سب سے آخری نبی ہیں اور نبوّت آپ صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَالِہٖ وَسَلَّمَ پر ختم ہو گئی ہے۔ آپ کی دنیا میں تشریف آوری کے بعد آپ کے مُبارک زمانہ میں یا بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا۔

رسالتِ عامہ

ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَالِہٖ وَسَلَّمَ سے پہلے تشریف لانے والے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلام کی بعثت مخصوص قوم کے لیے تھی مگر نبیِٔ آخر الزّماں صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَالِہٖ وَسَلَّمَ تمام مخلوقات یعنی انس و جن، ملائکہ، حیوانات، نباتات اور جمادات سب کی طرف مبعوث ہوئے۔ قرآن مجید میں اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا

اور اے محبوب! ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے خُوش خبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ (پارہ 22، سورۂ سبا، آیت 28)

یادرکھنے کی باتیں

- عقیدۂ توحید کے بعد اہم ترین عقیدہ، عقیدۂ رسالت ہے۔
- عقیدۂ رسالت سے مراد تمام انبیاء و رسل عَلَیۡہِمُ السَّلَام کی نبوت و رسالت کو برحق ماننا ہے۔
- عقیدۂ رسالت کا تقاضا ہے کہ تمام انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَام کی نبوت کو تسلیم کیا جائے، ان کی تعظیم و توقیر کی جائے، ان کی اتباع و پیروی کی جائے، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر ختم نبوت کو تسلیم کیا جائے۔
- انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَام کی تعظیم و توقیر ہر مُسلمان پر فرض ہے بلکہ یہ تمام فرائض سے بڑھ کر ہے۔
- فرمانِ مُصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہے: ''تُم میں سے کوئی اُس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اُس کے نزدیک اُس کے (ماں) باپ، اُس کی اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں''۔
- آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تعلیمات پر عمل کرنے کے علاوہ کامیابی تک پہنچنے کا اور کوئی راستہ نہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَام کی کوئی تعداد معیّن کرنا جائز نہیں۔ یہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔ البتہ یوں کہہ سکتے ہیں کہ تقریباً یا کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَام دنیا میں تشریف لائے۔

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے عقیدۂ رسالت کا مفہوم اچھی طرح سمجھایئے۔
۲. طلبہ / طالبات کو بتایئے کہ حضرت سیّدنا آدم عَلَیۡہِ السَّلَام سے لے کر پیارے مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تک جتنے بھی انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَام دُنیا میں تشریف لائے اُن سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ کسی ایک نبی عَلَیۡہِ السَّلَام کا انکار انسان کو دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔
۳. اُنھیں یہ بھی بتایئے کہ ہمیں دُنیا کی ہر چیز حتّٰی کہ اپنے والدین، بہن بھائیوں اور اولاد سے بھی زیادہ، پیارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے محبّت کرنی ہے تب ہی ہم کامل مُسلمان ہونے کے دعوے پر پُورا اُتر سکیں گے۔
۴. طلبہ / طالبات کا یہ بھی ذہن بنایئے کہ انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَام اور اُن سے نسبت رکھنے والی ہر شے کا ادب و احترام کرنا لازمی ہے۔

مشق

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ عقیدۂ رسالت سے کیا مراد ہے؟

ب۔ عقیدۂ رسالت کے تقاضے کیا کیا ہیں؟

ج۔ قرآن مجید میں انبیائے کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصد کیا بتایا گیا ہے؟

د۔ ہر ایک کے لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کیوں ضروری ہے؟

سوال نمبر ۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ عقیدۂ توحید کے بعد اہم ترین عقیدہ ____________ ہے۔

ب۔ کسی نبی کی شان میں ادنیٰ سی توہین بھی ____________ ہے۔

ج۔ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام ____________ کی طرف رسُول بنا کر بھیجے گئے۔

د۔ انبیائے کرام علیہم السلام کے ____________ کو نُبوّت و رسالت کہتے ہیں۔

ہ۔ انبیائے کرام علیہم السلام تمام مخلوق یہاں تک کہ ____________ سے بھی افضل ہیں۔

و۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں اور ____________ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہو گئی۔

محشر کا دن

تدریسی مقصد: • طلبہ / طالبات کے سامنے قیامت کے دن اور حساب کتاب وغیرہ کا مختصر احوال بیان کرنا۔

ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ ایک دن جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے حضرت اسرافیل عَلَیْہِ السَّلام صور پھونکیں گے تو دُنیا کی ہر چیز فنا ہو جائے گی، زمین و آسمان، انسان و حیوان میں سے کوئی بھی باقی نہ رہے گا۔ یہ دن قیامت کا دن ہو گا۔[9] پھر چالیس سال بعد اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے حضرت اسرافیل عَلَیْہِ السَّلام دوبارہ صور پھونکیں گے، صور پھونکتے ہی تمام اوّلین و آخرین، ملائکہ، جنّ و انس اور حیوانات سب موجود ہو جائیں گے۔

یہ دن محشر کا دن ہو گا۔ اس دن اللہ عَزَّوَجَلَّ خود اپنی مخلوق کے درمیان فیصلہ فرمائے گا۔ جیسا کہ قُرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

اَللّٰہُ یَحۡکُمُ بَیۡنَکُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ

اللہ تمھارے درمیان قیامت کے دن اس بات میں فیصلہ کر دے گا۔ (پارہ 17، سورۂ حج، آیت 69)

محشر کے دن پر ایمان لانا اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے، یہی "عقیدۂ آخرت" ہے۔ جس طرح دُنیاوی سزا کا خوف یا بدنامی کا ڈر آدمی کو جرم سے باز رکھتا ہے، اسی طرح عقیدۂ آخرت مسلمان کو دُنیا میں بُرے کاموں سے باز رکھتا ہے کیوں کہ اس کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ ہمارے تمام نیک اور بد اعمال کی سزا و جزا کا ایک دن مقرر ہے جو کہ محشر کا دن ہے۔ اُس دن اللہ عَزَّوَجَلَّ نیک اور بد کے درمیان فیصلہ فرما دے گا۔[10] نیکوں کو ان کے اچھے اعمال کی جزا اور بُروں کو اُن کے بُرے اعمال کی سزا ملے گی، جیسا کہ ربِّ کائنات عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اُس دن بادشاہی اللہ ہی کے لیے ہے۔ وہ اُن میں فیصلہ کر دے گا تو ایمان والے اور اچھّے کام کرنے والے نعمتوں کے باغات میں ہوں گے اور جنھوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا اُن کے لیے رُسوا کر دینے والا عذاب ہے۔ (پارہ17، سورۂ حج، آیت 57-56)

جزا و سزا کے عقیدے پر کامل یقین کی بنا پر مسلمان اپنی زندگی کو نیکیوں سے آراستہ کرنے کی کوشش کرتا ہے اور معاشرے کا اچھّا انسان بن جاتا ہے، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ کل حساب کے دن میرے چھوٹے بڑے، اچھّے بُرے تمام اعمال میرے سامنے لائے جائیں گے اور مجھے ہر ایک کا جواب دینا ہو گا۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ؕ ﴿۷﴾ وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ﴿۸﴾

توجو ایک ذرّہ بھر بھلائی کرے وہ اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرّہ بھر برائی کرے وہ اسے دیکھے گا۔ (پارہ30، سورۂ زلزال، آیت 8-7)

یعنی ہر مؤمن و کافر کو قیامت کے دن اُس کے نیک و بد اعمال دکھائے جائیں گے۔ مؤمن کو اس کی نیکیاں اور گناہ دکھا کر اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کے گناہ بخش دے گا اور نیکیوں پر ثواب عطا فرمائے گا۔ کافر کی نیکیاں رد کر دی جائیں گی کیوں کہ کفر کے سبب وہ نیکیاں ضائع ہو گئیں۔ [11]

میدانِ محشر کے احوال

قیامت کے دن سب سے پہلے حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اپنی قبر مُبارک سے یوں تشریف لائیں گے کہ آپ کے دائیں ہاتھ میں حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا ہاتھ اور بائیں ہاتھ میں حضرت سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا ہاتھ ہو گا۔ پھر مکّہ معظمہ و مدینۂ طیّبہ میں جتنے مُسلمان دفن ہیں، اپنی اپنی قبروں سے باہر آئیں گے اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سب کو اپنے ہم راہ لے کر میدانِ محشر میں تشریف لے جائیں گے۔ اس کے بعد باقی تمام مردے قبروں سے نکل پڑیں گے۔ اُن مُردوں کے جسموں کے اجزا اگرچہ مرنے کے بعد بکھر گئے ہوں یا مختلف جانوروں کی غذا بن گئے ہوں یا مٹی میں گل سڑ کر ختم ہو گئے ہوں مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ ان سب اجزا کو جمع فرما کر اٹھائے گا اور سب کو ایک میدان میں جمع کیا جائے گا۔ جسے "میدانِ محشر" کہتے ہیں۔ کوئی پیدل ہو گا کوئی سوار، کسی سواری پر "ایک"، کسی پر "دو"، کسی پر "تین"، کسی پر "چار" اور کسی پر "دس" لوگ سُوار ہوں گے۔ کافر منہ کے بل چلتا ہوا میدانِ محشر میں جائے گا۔ کسی کو فرشتے گھسیٹ کر لے جائیں گے اور کسی کو آگ وہاں تک پہنچا دے گی۔ اُس دن عجیب پریشانی کا عالم ہو گا، کوئی کسی کا مدد گار نہ ہو گا، بیٹا باپ کے کام نہ آسکے گا، باپ بیٹے کے کام نہ آئے گا۔ سُورج ایک میل کے فاصلے پر ہو گا، شدّت کی گرمی سے لوگوں کے دماغ کھول رہے ہوں گے۔ اپنے ہی پسینے میں کوئی ٹخنوں تک، کوئی گھٹنوں تک، کوئی کمر تک، کوئی سینے تک، اور کوئی کانوں کی لَو تک ڈوبا ہوا ہو گا۔ پیاس کی شدّت سے زبانیں سُوکھ کر کانٹا ہو جائیں گی۔ حتّٰی کہ لوگ اس عذاب سے نجات پانے کے لیے جہنّم

میں جانے کی تمنّا کریں گے۔ میدانِ محشر ملک شام کی سرزمین پر قائم ہوگا۔ زمین ایسی ہموار ہوگی کہ ایک کنارے پر رائی کا دانہ گر جائے تو دُوسرے کنارے سے دکھائی دے گا اور اُس دن زمین تانبے کی ہوگی۔

حساب

حساب حق ہے، اس کا منکر کافر ہے۔ محشر کے دن اعمال کا حساب ہوگا، کسی سے تو اس طرح حساب لیا جائے گا کہ خفیہ طور پر اُس سے پُوچھا جائے گا: "تو نے یہ کیا اور یہ کیا"؟ وہ عرض کرے گا: جی ہاں میرے پروردگار! یہاں تک کہ تمام گناہوں کا اقرار کرلے گا، یہ اپنے دل میں سمجھے گا کہ میں ہلاک ہوگیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: "ہم نے دنیا میں تیرے عیب چھپائے اور اب تجھے بخشتے ہیں۔" کسی سے سختی کے ساتھ ایک ایک بات کی بازپرس ہوگی، جس سے یُوں سوال ہوگا، وہ ہلاک ہوا۔

بعض لوگ بلا حساب جنّت میں داخل ہوں گے، جیسا کہ نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "میری اُمّت سے ستّر ہزار افراد بے حساب جنّت میں داخل ہوں گے اور اُن کے طفیل میں ہر ایک کے ساتھ ستّر ہزار اور ربّ عَزَّوَجَلَّ ان کے ساتھ تین جماعتیں اور دے گا۔" معلوم نہیں ہر جماعت میں کتنے ہوں گے، اس کا شمار وہی جانے۔ تہجّد پڑھنے والے بلا حساب جنّت میں جائیں گے۔

میزانِ عمل

میزان حق ہے۔ اعمال کے لیے ایک میزان (ترازو) قائم ہوگا۔ اس پر لوگوں کے نیک اور بُرے اعمال تولے جائیں گے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے عدل و انصاف سے کافروں کو جہنّم میں اور مؤمنین کو اپنے فضل و کرم سے جنّت میں داخل فرمائے گا۔

پُل صراط

جہنّم کے اُوپر ایک پُل ہے اُس کو "صراط" کہتے ہیں۔ یہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ جنّت میں داخل ہونے کا یہی ایک راستہ ہے۔ جنّت میں جانے والے سب لوگ اسی پُل سے گزریں گے۔ کچھ لوگ تو بجلی کی سی تیزی سے گزر جائیں گے، کچھ تیز ہوا کی طرح، بعض تیز گھوڑے کے دوڑنے کی طرح، بعض آہستہ آہستہ، بعض گرتے پڑتے، لرزتے لنگڑاتے گزریں گے، جو جتنے نیک ہوں گے وہ اتنی آسانی سے گزر کر جنّت میں چلے جائیں گے۔ [12] پُل صراط کے دونوں جانب بڑے بڑے آنکڑے (اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی جانے کہ وہ کتنے بڑے ہونگے) لٹکتے ہوں گے، جس شخص کے بارے میں حکم ہوگا یہ اُسے پکڑلیں گے، بعض تو زخمی ہوکر نجات پاجائیں گے اور بعض کو جہنّم میں گرادیں گے۔

رہنمائے اساتذہ

اس سبق کے ذریعے طلبہ / طالبات کو یہ ذہن دیجیے کہ قیامت کے دن سب کا حساب ہونا ہے۔ ہمیں اُس حساب کی ابھی سے تیاری کرنی چاہیے۔

یادرکھنے کی باتیں

- ایک دن دنیا کی ہر چیز اور تمام مخلوق فنا ہو جائے گی، یہ دن قیامت کا دن ہو گا۔
- محشر اور حساب کتاب کے دن پر ایمان لانا اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے۔
- محشر کے دن لوگوں کے اچھے بُرے اعمال تولنے کے لیے میزانِ عمل قائم کیا جائے گا۔
- جہنّم کے اُوپر ایک پُل ہے اُس کو "صراط" کہتے ہیں۔ جنّت میں داخل ہونے کا یہی ایک راستہ ہے۔
- اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے عدل سے کافروں کو جہنّم میں اور اپنے فضل سے مؤمنین کو جنّت میں داخل فرمائے گا۔

مدنی پھول

سرکارِ دوعالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "جو شخص اپنی دُنیا سے محبّت رکھتا ہے وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے اور جو اپنی آخرت سے محبّت رکھتا ہے وہ اپنی دُنیا کو نقصان پہنچاتا ہے، پس فنا ہونے والی (دنیا) پر باقی رہنے والی (آخرت) کو ترجیح دو۔" [13]

سرگرمی

قیامت کے دن کامیابی دلانے والے کاموں کی فہرست بنایئے اور غور کیجیے کہ کون کون سے کاموں پر ہمارا عمل ہے؟

مشق

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ مسلمان یومِ محشر کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے ہیں؟

ب۔ قیامت کے بارے میں دو قُرآنی آیات کا ترجمہ تحریر کیجیے۔

ج۔ میدانِ محشر کے مختصر حالات بیان کیجیے۔

د۔ پُلِ صراط کیا ہے؟ اس پر سے لوگ کیسے گزریں گے؟

سوال نمبر ۲: مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجیے۔

الف۔ کیا دُنیا کی ہر چیز ہمیشہ باقی رہے گی؟

ب۔ قیامت کے دن صُور کون پھونکے گا؟

ج۔ حُضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کے فرمان کے مطابق کتنے لوگ بلا حساب جنّت میں داخل ہوں گے؟

د۔ میزانِ عمل کیا ہے؟ اس کے بارے بیان کیجیے۔

سوال نمبر ۳: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ محشر اور حساب کتاب کے دن پر ایمان لانا اسلام کے بنیادی ____________ میں سے ہے۔

ب۔ پہلی بار صُور پھونکے جانے کے بعد ____________ کی ہر چیز فنا ہو جائے گی۔

ج۔ میدانِ محشر میں سورج ____________ میل کے فاصلے پر ہو گا۔

د۔ قیامت کے دن ہر شخص کو اُس کا ____________ دیا جائے گا۔

ہ۔ پُل صراط بال سے زیادہ باریک اور ____________ سے زیادہ تیز ہے۔

باب سوم

عبادات

مُبارک راتوں میں عبادت

تدریسی مقاصد:
- طلبہ / طالبات کے سامنے عبادت کا تصور پیش کرنا۔
- طلبہ / طالبات کو عبادت کے دُنیاوی واُخروی فوائد بتانا۔
- طلبہ / طالبات کو مُبارک راتوں میں شب بیداری کی فضیلت سے آگاہ کرنا۔

کسی کو عبادت کے لائق سمجھتے ہوئے اُس کی کسی قسم کی تعظیم کرنا"عبادت " ہے اور اگر عبادت کے لائق نہ سمجھیں تو محض تعظیم ہو گی، عبادت نہیں کہلائے گی۔ [14] اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انسان کو اپنی عبادت کے لیے دُنیا میں بھیجا ہے۔ قُرآن مجید میں انسان کی پیدائش کا مقصد بیان کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾

اور میں نے جن اور آدمی اسی لیے بنائے کہ میری عبادت کریں۔ (پارہ 27، سورۂ ذاریات، آیت 56)

عبادت کی اقسام

عبادت تین قسم کی ہوتی ہے۔ مالی، قولی اور فعلی۔ مالی عبادت سے مراد وہ عبادت ہے جو مال کے ذریعے کی جاتی ہے جیسے زکوٰۃ، صدقہ و خیرات وغیرہ۔ قولی عبادت زبان سے کی جاتی ہے جیسے تلاوتِ قُرآنِ مجید اور تسبیح و تحمید وغیرہ۔ فعلی عبادت جسمانی اعضا کے ذریعے کی جاتی ہے جیسے نماز و جہاد وغیرہ۔ اس کے علاوہ ہر جائز کام جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لیے کیا جائے وہ بھی عبادت ہے۔ عبادت فرض بھی ہوتی ہے، واجب بھی، سنّت بھی اور مستحب بھی۔ [15] فرض اور واجب ادا کرنا تو ضروری ہی ہے، اس کے ساتھ ساتھ اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی رضا حاصل کرنے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا قرب پانے کے لیے سنّت اور مستحب عبادات بھی کرنی چاہییں۔ جو لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لیے اپنے شب و روز عبادت میں بسر کرتے ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ اُنھیں بے شمار نعمتوں سے سرفراز فرماتا ہے۔ آیئے عبادت کے کچھ دُنیاوی اور اُخروی فوائد جانتے ہیں۔

عبادت کے دُنیاوی فوائد

عبادت گزار بندے سے اللہ عَزَّوَجَلَّ محبّت کرتا ہے۔ اُس کے بگڑے کام بنا دیتا ہے۔ اُس کی مدد کرتا ہے اور دُشمنوں کے شر سے اُس کی حفاظت فرماتا ہے۔ اُس کے دل سے وحشت دُور کر دیتا ہے۔ بارگاہِ الٰہی میں اُسے اتنی عزّت حاصل ہوتی ہے کہ وہ مستجاب الدّعوات بن جاتا ہے۔ اس کے رزق میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ اُس کے مال و اولاد میں برکت ہو جاتی ہے۔ اُس سے بلائیں اور پریشانیاں دُور کر دی جاتی ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ لوگوں کے دلوں میں اپنے عبادت گزار بندے کی محبّت ڈال دیتا ہے۔ [16]

عبادت کے اُخروی فوائد

عبادت گزار بندہ موت کی سختی سے محفوظ رہے گا۔ اُسے ایمان پر خاتمہ نصیب ہو گا۔ موت کے وقت فرشتے اُسے خُدا کی رضا اور امان کی بشارت دیں گے۔ وہ فتنۂ قبر سے محفوظ رہے گا۔ اُس کی قبر روشن و فراخ کر دی جائے گی۔ اُس کی قبر میں جنّت کی کھڑکی کھول دی جائے گی۔ عبادت گزار بندہ آخرت میں بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے سُرخ رو ہو گا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے عذاب جہنّم سے بچائے گا اور جنّت کی ابدی و سرمدی نعمتیں عطا فرمائے گا۔ حشر کے دن اسے جنّتی لباس اور تاج پہنایا جائے گا۔ وہ قیامت کی سختیوں سے بھی محفوظ رہے گا۔ نامۂ اعمال اُس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اُس کے نیک اعمال کا پلڑا وزنی ہو گا۔ اُس کا حساب آسانی سے لیا جائے گا۔ اُسے حوضِ کوثر سے پانی پلایا جائے گا۔ پُل صراط سے آسانی کے ساتھ گزرے گا۔ وہ دوسرے مُسلمانوں کی شفاعت کرے گا اور سب سے بڑھ کر اُس کے لیے انعام یہ ہے کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دیدار سے مشرّف ہو گا۔ [17]

ایک بار حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں ایک عبادت گزار شخص کا ذکر کیا گیا کہ جب لوگ رات کو سو جاتے ہیں تو وہ اُٹھ کر نماز پڑھتا ہے، قُرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے یوں دُعا مانگتا ہے: "اے جہنّم کے مالک مجھے جہنّم سے نجات عطا فرما۔" آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "جب وہ دوبارہ ایسا کرے تو مجھے اطلاع دے دینا۔" چنانچہ اس نے جب پھر شب بیداری شروع کی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں اطلاع پہنچا دی گئی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اُس کے پاس تشریف لائے، اُس کی شب بیداری اور دُعا کا جائزہ لے کر واپس تشریف لے گئے۔ جب صُبح ہوئی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اُس سے فرمایا: "اے فُلاں تو نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے جنّت کیوں نہ مانگی؟" اُس نے عرض کی: "یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نہ تو میرا اتنا مقام ہے اور نہ ہی میرے ایسے اعمال ہیں کہ میں جنّت کا سوال کروں۔" اتنے میں حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام تشریف لائے اور عرض کرنے لگے: "یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اسے بتا دیجیے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے جہنّم سے نجات عطا فرما کر جنّت میں داخل فرما دیا ہے۔" [18]

عزیز طلبہ! یوں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی محبت سے سرشار ہو کر شب و روز اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں ہی گزارنے چاہییں۔ البتہ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے چند مُبارک راتوں کی خاص برکات و خصوصیات ارشاد فرمائی ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان راتوں میں بے شمار گُناہ گاروں کو جہنّم کی آگ سے چھٹکارا عطا فرماتا ہے اور ان راتوں میں شب بیداری، عبادت اور ذکر و اذکار کرنے والوں پر خاص نظرِ کرم فرماتا ہے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ان راتوں میں زیادہ سے زیادہ عبادت کریں۔ آیئے قُرآن و احادیث کی روشنی میں ان کی فضیلت جانتے ہیں:

شبِ عاشوراء

محرّم الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینا ہے۔ اس کی دسویں تاریخ بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ امامِ عالی مقام، حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شہادت اسی روز ہوئی۔ اسی دن حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی دن حضرت سیّدنا نوح علیہ السلام کی کشتی سلامتی کے ساتھ "جودی پہاڑ" پر پہنچی۔ اسی دن حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو نمرود کی آگ سے نجات ملی۔ اسی دن حضرت سیّدنا ادریس علیہ السلام وحضرت سیّدنا عیسٰی علیہ السلام آسمانوں پر اٹھائے گئے۔ اسی دن فرعون اور اس کا لشکر دریائے نیل میں غرق ہوا اور حضرت سیّدنا موسٰی علیہ السلام اور آپ کی قوم کو فرعون سے نجات ملی۔ [19] محرم کی اسی دسویں رات کو "شب عاشوراء" کہتے ہیں۔ یہ رات بہت زیادہ فضیلت والی ہے۔ اس میں کثرت کے ساتھ ذکر واذکار اور توبہ و استغفار کرنی چاہیے۔ حضرت سیّدنا خالد بن معدان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: "سال میں پانچ راتیں ایسی ہیں جو ان کی تصدیق کرتے ہوئے بہ نیّتِ ثواب ان راتوں میں عبادت کرے گا تو اللہ عزّوجلّ اُسے جنّت میں داخل فرمائے گا۔ ان میں سے ایک شب عاشوراء ہے کہ بندہ اس رات میں عبادت کرے اور دن میں روزہ رکھے۔" [20]

شبِ معراج

رجب المرجّب اسلامی سال کا ساتواں مہینا ہے۔ اللہ عزّوجلّ اور اُس کے پیارے رسول صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم نے اس مہینے کو اور اس میں کی جانے والی عبادات کو بہت اہمیت دی ہے۔ یہ مہینا اُن چار مہینوں میں سے ایک ہے جنھیں حُرمت والے مہینے کہا جاتا ہے۔ اس مہینے کی ستائیسویں رات بہت زیادہ فضیلت و اہمیت والی ہے۔ اِس مُبارک رات میں اللہ عزّوجلّ نے اپنے پیارے حبیب صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم کو اپنی ملاقات اور دیدار کا شرف عطا فرمایا تھا۔ اسی لیے اسے شب معراج کہتے ہیں۔ حضرت سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے، اللہ عزّوجلّ کے محبوب صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم

کا فرمانِ عالی شان ہے: "رجب میں ایک دن اور رات ہے جو اُس دن روزہ رکھے اور رات کو قیام (عبادت) کرے تو گویا اُس نے سو سال کے روزے رکھے اور سو برس کی شب بیداری کی۔ اور یہ رَجَب کی ستائیس تاریخ ہے۔" [21]

شبِ برائت

شعبان المعظّم اسلامی سال کا آٹھواں مہینا ہے۔ اس کی پندرہویں شب شبِ برأت کہلاتی ہے۔ شبِ برأت بہت ہی مُبارک رات ہے۔ عربی میں برأت کے معنی رہائی اور چھٹکارا پانے کے ہیں۔ اللہ عزّوجلّ اس رات میں بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر مُسلمانوں کو جہنّم سے آزاد فرماتا ہے، اس لیے اسے شب برأت کہتے ہیں۔ جو لوگ اس رات میں اللہ عزّوجلّ کی عبادت کرتے ہیں اور اپنے گُناہوں پر ندامت کا اظہار کرتے ہوئے اللہ عزّوجلّ سے مغفرت کے طلب گار ہوتے ہیں وہ بڑے ہی سعادت مند ہیں۔ شب برأت میں آئندہ سال بھر میں پیدا ہونے والوں اور فوت ہونے والوں کے نام، حج کی سعادت پانے والوں کے نام، لوگوں کا رزق اور دیگر تمام اُمور لکھ دیے جاتے ہیں۔ [22] حضرت سیّدنا علی کرّم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول کریم صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: "جب شعبان کی پندرھویں تاریخ آئے تو رات میں عبادت کیا کرو اور دن میں روزہ رکھا کرو کیونکہ جب سورج غُروب ہوتا ہے تو اللہ عزّوجلّ اپنی شان کے مطابق آسمان دُنیا پر نزول فرماتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ: ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا کہ میں اُس کو بخش دوں، ہے کوئی رزق طلب کرنے والا کہ میں اُس کو رزق دوں، ہے کوئی مُصیبت زدہ کہ میں اُس

کو مُصیبت سے نجات دوں۔ یہ اعلان طُلوعِ فجر تک ہوتا رہتا ہے۔" (ابن ماجہ) [23]

شبِ قدر

شبِ قدر بہت زیادہ شرف اور برکت والی رات ہے۔ یہ اسلامی سال کے نویں مہینے رمضانُ المبارک کی اکیسویں، تیئیسویں، پچیسویں، ستائیسویں اور انتیسویں رات میں سے کوئی ایک رات ہے۔ (مسند احمد) [24] اس شب میں کیے جانے والے نیک اعمال کی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں بہت زیادہ قدر ہے اس لیے اس رات کو شبِ قدر کہتے ہیں۔ [25] اس رات عبادت کرنے والوں کو ہزار مہینوں سے بھی زیادہ عبادت کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ اس رات میں حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام اور دیگر فرشتے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے زمین پر تشریف لاتے ہیں اور عبادت کرنے والوں سے مصافحہ کرتے ہیں۔ اس مُبارک شب کا ہر لمحہ سلامتی ہی سلامتی ہے اور یہ سلامتی صُبح صادِق تک برقرار رہتی ہے۔ حضرت سیّدنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "تمھارے پاس ایک مہینا آیا ہے جس میں ایک رات ایسی بھی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا، گویا تمام کی تمام بھلائی سے محروم رہ گیا۔" (ابن ماجہ) [26]

ہمیں چاہیے کہ ان مُبارک راتوں میں خُصوصی اہتمام کے ساتھ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کریں۔ کثرت سے توبہ و استغفار کریں اور غیر ضروری کاموں میں وقت ضائع کرنے کی بجائے ربّ عَزَّوَجَلَّ کو راضی کرنے والے اعمال میں مصروف رہیں۔

مدنی پھول

حضرت سیّدنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: "جس نے عشاء کے بعد دو یا دو سے زیادہ نوافل پڑھے تو وہ شب بیداری کرنے والوں میں شامل ہے۔" [27]

کیا آپ جانتے ہیں؟

جس نے عشاء کی نماز باجماعت پڑھی اس نے گویا آدھی رات عبادت کی، اور جس نے فجر کی نماز بھی باجماعت ادا کی، اُس نے گویا ساری رات عبادت کی۔ (مسلم) [28]

رہنمائے اساتذہ

۱۔ طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے فرائض وواجبات کی پابندی کرنے کے ساتھ نفلی عبادات کی ترغیب دلائیے۔

۲۔ طلبہ / طالبات کو مکتبۃ المدینہ کی شائع کردہ کتاب فیضانِ رمضان سے باب فیضان لیلۃ القدر اور رسالہ آقا کا مہینا کی مدد سے مُبارک راتوں میں معمولاتِ بزرگانِ دین اور مزید فضائل و نوافل کے بارے میں مطالعہ کرنے کا ذہن دیجیے۔

۳۔ طلبہ / طالبات کو مُبارک راتوں کی آمد پر خصوصی توجہ کے ساتھ اپنے گھروں میں عبادات کا اہتمام کرنے کا ذہن دیجیے۔ نیز طلبہ کو دعوتِ اسلامی کے اجتماعاتِ ذکر و نعت میں شرکت کرنے اور طالبات کو مدنی چینل کے ذریعے ان اجتماعات کی برکتیں حاصل کرنے کی ترغیب دلائیے۔

- کسی کو عبادت کے لائق سمجھتے ہوئے اُس کی کسی قسم کی تعظیم کرنا "عبادت" ہے۔
- عبادت تین قسم کی ہوتی ہے۔ مالی، قولی اور فعلی۔
- شبِ قدر میں عبادت کرنے والوں کو ہزار مہینوں سے بھی زیادہ عبادت کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔
- رجب کی ستائیسویں شب یعنی شبِ معراج میں عبادت کرنے اور دن میں روزہ رکھنے سے سو سال کے روزوں اور سو برس کی شب بیداری کا ثواب ملتا ہے۔
- شبِ برأت میں آئندہ سال بھر میں پیدا ہونے والوں اور فوت ہونے والوں کے نام، حج کی سعادت پانے والوں کے نام، لوگوں کا رزق اور دیگر تمام اُمور لکھ دیے جاتے ہیں۔
- محرم کی دسویں رات کو "شب عاشوراء" کہتے ہیں۔

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ انسان کی پیدائش کا مقصد کیا ہے؟

ب۔ عبادت سے کیا مُراد ہے؟

ج۔ عبادت کی اقسام مثالوں کے ذریعے واضح کیجیے؟

د۔ چند مُبارک راتوں کے نام اور تاریخ تحریر کیجیے۔

ہ۔ حضرت سیّدنا علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے شبِ برأت کی فضیلت کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟

سوال نمبر ۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ کسی کو عبادت کے لائق سمجھتے ہوئے اُس کی کسی قسم کی ____________ کرنا "عبادت" ہے۔

ب۔ ہر جائز کام جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ____________ لیے کیا جائے وہ بھی عبادت ہے۔

ج۔ شب برأت جہنّم سے ____________ پانے کی رات ہے۔

د۔ شبِ قدر میں عبادت کرنے والوں کو ____________ سے بھی زیادہ عبادت کا ثواب ملتا ہے۔

ہ۔ محرم کی دسویں رات کو ____________ کہتے ہیں۔

نمازِ جنازہ

تدریسی مقاصد:
- طلبہ کو نمازِ جنازہ کے بارے میں آگاہی فراہم کرنا۔
- طلبہ کو نمازِ جنازہ کا طریقہ اور اُس کی بنیادی باتیں سکھانا۔

ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عاجز بندے اور اُس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ادنیٰ غلام ہیں، یہ زندگی بے حد مُختصر ہے، ہم لمحہ بہ لمحہ موت کے قریب ہوتے جا رہے ہیں، بہت جلد ہم میں سے ہر ایک کو اس دُنیا سے رخصت ہو جانا ہے۔ قُرآن مجید میں اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ

ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے۔ (پارہ4، سورہ آل عمران، آیت 185)

ایک مسلمان جب فوت ہو جاتا ہے تو اُسے دنیا سے رخصت کرنے کے لیے دین اسلام نے ہمیں ایک باوقار انداز عطا فرمایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کے انتقال کی خبر ملتے ہی دوست، احباب اور عزیز و اقارب تعزیت کے لیے مرحوم کے گھر جمع ہو جاتے ہیں۔ اُس کے غُسل و کفن کا اہتمام کرتے اور تدفین کی تیاری میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ غُسل و کفن کے بعد نمازِ جنازہ ادا کر کے اُس کے لیے گناہوں کی مُعافی اور درجات کی بُلندی کے لیے دُعائیں مانگتے ہیں، نیز اللہ عَزَّوَجَلَّ سے مرحُوم کے لیے قبر و آخرت میں عافیت اور عذاب سے حفاظت کا سُوال بھی کرتے ہیں۔

تجہیز و تکفین میں شرکت کی فضیلت

میّت کو غُسل دینا، کفن پہنانا اور تدفین میں شریک ہونا بہت بڑی سعادت مندی ہے۔ حضرت سیّدنا علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جو کسی میّت کو نہلائے، کفن دے، خُوشبو لگائے، جنازہ اُٹھائے، نماز پڑھے، اور جو ناقص بات نظر آئے اُسے چھپائے، وہ اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ وہ اپنی پیدائش والے دن تھا۔“ (ابن ماجہ) [29]

ایک دوسری حدیث شریف میں نبیٔ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جو جنازے کے چاروں پایوں کو کندھا دے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کی حتمی (یعنی مستقل) مغفرت فرمادے گا۔“ [30]

اپنے مُسلمان بھائی کی نمازِ جنازہ میں شرکت کرنا بڑے ہی اجر وثواب کا کام ہے۔ ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ارشاد فرماتے ہیں: "مؤمن جب قبر میں داخل ہوتا ہے تو اُس کو سب سے پہلا تحفہ یہ دیا جاتا ہے کہ اُس کی نمازِ جنازہ پڑھنے والوں کی مغفرت کر دی جاتی ہے"۔ [31]

نیز فرمایا: "نمازِ جنازہ پڑھو تاکہ یہ تمھیں غمگین کرے کیوں کہ غمگین انسان اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سائے میں ہوتا ہے اور نیکی کا کام کرتا ہے۔" [32]

نمازِ جنازہ کا حکم

نمازِ جنازہ فرضِ کفایہ ہے یعنی اگر کوئی ایک بھی ادا کرلے تو سب کی طرف سے فرض ادا ہو جائے گا اور اگر کسی نے بھی نہیں پڑھی تو جن جن لوگوں تک اس کی خبر پہنچی تھی، وہ سب گُناہ گار ہوں گے۔ [33]

نمازِ جنازہ کی شرائط وارکان

نمازِ جنازہ کی چند شرطیں ہیں جو یہ ہیں: (i) میّت کا مُسلمان ہونا۔ (ii) میّت کے بدن وکفن کا پاک ہونا۔ (iii) جنازے کا موجود ہونا، لہٰذا غائب کی نمازِ جنازہ نہیں ہو سکتی۔ (iv) میت کی چارپائی وغیرہ کا زمین پر ہونا۔ (v) جنازہ نمازی کے آگے قبلے کی طرف ہونا۔ (vi) میّت کے بدن کا وہ حصّہ جس کا چھپانا فرض ہے چھپا ہونا۔ (vii) میّت کا امام کے سامنے ہونا۔ [34] نمازِ جنازہ میں دو رکن ہیں: (i) چار بار اَللہُ اَکبر کہنا۔ (ii) قیام کرنا۔

نمازِ جنازہ کی سُنّتیں

نمازِ جنازہ میں تین چیزیں سنّتِ مؤکدہ ہیں: (i) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد وثنا بیان کرنا۔ (ii) نبیِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر دُرود شریف پڑھنا۔ (iii) میّت کے لیے دُعا کرنا۔ [35]

نمازِ جنازہ کا طریقہ

نمازِ جنازہ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے اس طرح نیت کیجیے: "میں نیت کرتا ہوں اس نمازِ جنازہ کی، واسطے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے، اور دُعا اس میّت کے لیے، مُقتدی یہ بھی کہے پیچھے اس امام کے پھر کانوں تک دونوں ہاتھ اُٹھا کر "اَللّٰہُ اَکْبَر" کہتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو ناف کے نیچے باندھ لیجیے، پھر ثنا پڑھیے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَآءُكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ ط

پھر بغیر ہاتھ اُٹھائے "اَللّٰہُ اَکْبَر" کہیے اور دُرودِ ابراہیمی پڑھیے جو پنج وقتہ نمازوں میں پڑھا جاتا ہے۔ پھر بغیر ہاتھ اُٹھائے "اَللّٰہُ اَکْبَر" کہیے اور اگر بالغ مرد یا عورت کا جنازہ ہو تو یہ دُعا پڑھیے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَآئِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا ط اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ ط

اگر نابالغ لڑکے کا جنازہ ہو تو تیسری تکبیر کے بعد یہ دُعا پڑھیے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّ اجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا ؕ

اگر نابالغ لڑکی کا جنازہ ہو تو یہ دُعا پڑھیے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطًا وَّ اجْعَلْھَا لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَةً وَّ مُشَفَّعَةً ؕ

اس کے بعد چوتھی تکبیر کہیے پھر دونوں ہاتھ چھوڑ کر سلام پھیر دیجیے اور صفیں توڑ کر، ہاتھ اُٹھا کر میّت کے لیے دُعائے مغفرت کیجیے۔ نمازِ جنازہ جماعت کے ساتھ ادا کی جاتی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ نماز جنازہ میں کم از کم تین صفیں بنائی جائیں کہ حدیث پاک میں ہے: "جس کی نماز تین صفوں نے پڑھی، اُس کی مغفرت ہو جائے گی۔" نماز جنازہ کی تکرار جائز نہیں۔ [36] یعنی نمازِ جنازہ جب میّت کا ولی پڑھائے یا اس کی اجازت سے پڑھ لی جائے تو اب دوبارہ پڑھنا جائز نہیں۔

جنازے کو کندھا دینے کا ثواب و طریقہ

جب نمازِ جنازہ پڑھ لیں تو جنازے کی چارپائی کو کندھا دیں کیونکہ جنازے کو کندھا دینا عبادت ہے۔ اس کا سنّت طریقہ یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو اس طرح کندھا دیں کہ پہلے سیدھے سرہانے کندھا دیں پھر سیدھی پائنتی (یعنی سیدھے پاؤں کی طرف)، پھر اُلٹے سرہانے پھر اُلٹی پائنتی اور دس دس قدم چلیں تو کُل چالیس قدم ہو جائیں گے۔ [37] حدیث پاک میں ہے کہ: "جو جنازے کو چالیس قدم لے کر چلے اُس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹا دیے جائیں گے۔" [38]

میّت کے کفن دفن اور نماز جنازہ وغیرہ میں شرکت کرنے سے آخرت کی یاد تازہ ہوتی ہے اور یہ ذہن بنتا ہے کہ ایک دن ہمیں بھی ان تمام مراحل سے گزرنا ہے۔ یاد رکھیے جو لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے احکامات اُور اس کے پیارے محبوب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے طریقے پر چلتے ہوئے ایمان سلامت لے کر دُنیا سے رخصت ہوئے، وہی آخرت کی زندگی میں کامیاب ہوں گے۔

رہنمائے اساتذہ

١. طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے موت سے قبل اُس کی تیاری کا ذہن دیجیے۔
٢. طلبہ / طالبات کو یہ بات سمجھا دیجیے کہ نمازِ جنازہ میں عورتوں کو شامل ہونے کی اجازت نہیں، البتہ میّت کے لیے ایصالِ ثواب مرد و خواتین سب کر سکتے ہیں۔
٣. طلبہ / طالبات کو بتائیے کہ غائبانہ نماز جنازہ نہیں ہو سکتی، حضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے نجاشی بادشاہ کی بظاہر غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھائی لیکن در حقیقت وہ غائبانہ جنازہ نہیں تھا بلکہ نجاشی بادشاہ کی میّت نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے سامنے ظاہر کر دی گئی تھی اور آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس کی موجودگی میں ہی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔
٤. طلبہ / طالبات کو ایصالِ ثواب کا طریقہ بھی سکھائیے، اس کے لیے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ رسالے "ایصال ثواب کا طریقہ" سے مدد لیجیے۔
٥. طلبہ کو نمازِ جنازہ کی دعائیں یاد کروائیے۔

یادرکھنے کی باتیں

- میّت کو غُسل دینا، کفن پہنانا اور تدفین میں شریک ہونا بہت بڑی سعادت مندی ہے۔
- نمازِ جنازہ فرضِ کفایہ ہے۔
- نمازِ جنازہ میں دو ارکان اور تین سُنّتیں ہیں۔
- اپنے مُسلمان بھائی کی نمازِ جنازہ میں شرکت کرنا بڑے ہی اجر و ثواب کا کام ہے۔
- نمازِ جنازہ کے لیے تین، پانچ یا سات صفیں بنانا بہتر ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

اگر کسی کو نمازِ جنازہ کی دُعا یاد نہ ہو تو وہ سورۂ فاتحہ بطورِ دُعا پڑھ سکتا ہے۔

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ میّت کے غُسل و کفن اور تدفین کے متعلق حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کیا ارشاد فرمایا؟

ب۔ نمازِ جنازہ کی شرائط و ارکان بیان کیجیے۔

ج۔ "نمازِ جنازہ فرضِ کفایہ ہے" اس جملے کی وضاحت کیجیے۔

د۔ مُسلمان بھائی کی تجہیز و تکفین میں شرکت کرنے پر کیا اجر و ثواب ملتا ہے؟

سوال نمبر ۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ نمازِ جنازہ کے ________ رُکن اور تین سُنّتیں ہیں۔

ب۔ نمازِ جنازہ ادا کرتے وقت ________ کا سامنے ہونا ضروری ہے۔

ج۔ نمازِ جنازہ میں ________ تکبیریں کہی جاتی ہیں۔

د۔ جو جنازے کو چالیس قدم لے کر چلے اس کے ________ کبیرہ گُناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔

ہ۔ میت کے کفن دفن اور نمازِ جنازہ وغیرہ میں شرکت کرنے سے ________ کی یاد تازہ ہوتی ہے۔

زکوٰۃ

تدریسی مقاصد:
- طلبہ / طالبات کو زکوٰۃ کی فرضیت وفضیلت کے بارے میں آگاہی فراہم کرنا۔
- طلبہ / طالبات کے سامنے ترکِ زکوٰۃ کی وعیدیں بیان کرنا۔

ارکانِ اسلام میں نماز کے بعد اہم ترین رُکن زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ کے لفظی معنیٰ پاکی، بڑھنا اور برکت ہے۔ اصطلاح میں زکوٰۃ "شریعت کی جانب سے مقرر کردہ اُس مال کو کہتے ہیں جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لیے کسی ایسے مُسلمان فقیر کی ملکیت میں دے دیا جائے جو زکوٰۃ کا مستحق ہو۔"

زکوٰۃ کی فضیلت اور اہمیت

زکوٰۃ کی فضیلت و اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ قُرآنِ مجید میں نماز اور زکوٰۃ کا ایک ساتھ 32 مرتبہ ذکر آیا ہے جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ

اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرو (پارہ 1، سورۂ بقرہ، آیت 43)

ایک اور مقام پر ارشادِ ربّانی ہے:

وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوْنَ ۙ﴿۴﴾

اور وہ جو زکوٰۃ دینے کا کام کرنے والے ہیں (پارہ 18، سورۂ مؤمنون، آیت 4)

احادیثِ طیّبہ میں بھی زکوٰۃ دینے کی ترغیب ارشاد فرمائی گئی ہے چنانچہ حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "اپنے مال کی زکوٰۃ نکال، کہ وہ پاک کرنے والی ہے، تجھے پاک کردے گی۔" [39]

ایک اور حدیثِ مُبارک میں نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "پانچ چیزیں ایسی ہیں جو انھیں ایمان کی حالت میں ادا کرے گا، جنّت میں داخل ہو گا۔ جو پانچ نمازوں کے وُضو، رُکوع، سجود اور اوقات کا لحاظ رکھے اور رمضان کے روزے رکھے اور اگر استطاعت رکھتا ہو تو بیت اللہ کا حج کرے اور خُوش دلی کے ساتھ زکوٰۃ اور امانت ادا کرے۔" [40]

زکوٰۃ ادانہ کرنے کی وعیدیں

قرآن وحدیث میں زکوٰۃ ادانہ کرنے والوں کے لیے سخت وعیدیں ذکر کی گئی ہیں جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

اور جو لوگ اس چیز میں بُخل کرتے ہیں، جو اللہ نے اُنھیں اپنے فضل سے دی ہے وہ ہرگز اسے اپنے لیے اچھّا نہ سمجھیں بلکہ یہ بُخل ان کے لیے بُرا ہے۔ عنقریب قیامت کے دن ان کے گلوں میں اسی مال کا طوق بنا کرڈالا جائے گا۔ (پارہ4، سورۂ آل عمران، آیت 180)

اسی طرح حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ارشاد فرماتے ہیں:

" جس کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مال دیا اور وہ اُس کی زکوٰۃ ادانہ کرے تو قیامت کے دن وہ مال گنجے سانپ کی صورت میں آئے گا جس کے سر پر دو چتیاں ہوں گی (یعنی دو نشان ہوں گے)، وہ سانپ اس کے گلے میں طوق بنا کرڈال دیا جائے گا۔ پھر زکوٰۃ نہ دینے والے کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔" [41]

زکوٰۃ کی فرضیت

زکوٰۃ سن 2 ہجری میں فرض ہوئی۔ زکوٰۃ ہر اُس عاقل وبالغ اور آزاد مُسلمان پر فرض ہے جو مالکِ نصاب ہو۔ مالکِ نصاب ہونے سے مراد یہ ہے کہ حاجت اصلیہ (یعنی ضروریاتِ زندگی) کے علاوہ اُس شخص کے پاس ساڑھے سات تولے سونا، یا ساڑھے باون تولے چاندی، یا اتنی مالیت کی رقم، یا مالِ تجارت ہو اور اُس پر سال بھی گزر جائے۔ [42]

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے زکوٰۃ ادا کرنے والے مسلمان کو بے شمار معاشی و معاشرتی اور دُنیوی و اخروی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ فرض ہونے کے باوجود زکوٰۃ ادانہ کرنے والا دنیا میں بھی طرح طرح کے نقصانات اٹھاتا ہے اور آخرت میں بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی کے سبب عذاب میں گرفتار ہو گا۔

زکوٰۃ ادا کرنے کے فوائد

زکوٰۃ کی ادائیگی سے حاصل ہونے والے چند دُنیوی و اُخروی فوائد درج ذیل ہیں:

- اخلاص کے ساتھ زکوٰۃ ادا کرنے والے کو آخرت میں بہترین صلہ عطا کیا جائے گا۔ [43]
- اللہ عَزَّوَجَلَّ زکوٰۃ ادا کرنے والے کے مال میں خیر و برکت پیدا فرما دیتا ہے۔
- زکوٰۃ ادا کرنے سے مال میں پاکیزگی آجاتی ہے۔
- زکوٰۃ ادا کرنے سے بخل، لالچ اور خُود غرضی جیسی بُری صفات ختم ہو جاتی ہیں۔
- زکوٰۃ ادا کرنے کی بدولت غریبوں اور محتاجوں کی کفالت ہوتی رہتی ہے۔
- زکوٰۃ کے ذریعے معاشرہ غربت و افلاس اور تنگ دستی سے نجات حاصل کر کے ترقی یافتہ اور مثالی معاشرہ بن سکتا ہے۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنے کے نقصانات

زکوٰۃ ادا نہ کرنے کے چند دُنیوی و اُخروی نقصانات یہ ہیں:

- زکوٰۃ ادا نہ کرنا مال کی بربادی کا سبب ہے۔
- زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے قحط میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔
- زکوٰۃ ادا نہ کرنے والا لعنت میں گرفتار ہو گا۔
- زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کو قیامت میں دردناک عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔
- زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے سے قیامت کے دن سخت حساب لیا جائے گا۔
- ان کے علاوہ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والا اُن فوائد و ثمرات سے بھی محروم رہ جاتا ہے جو زکوٰۃ ادا کرنے کی صورت میں اُسے مل سکتے تھے۔

- ارکانِ اسلام میں نماز کے بعد اہم ترین رکن 'زکوٰۃ' ہے۔
- زکوٰۃ شریعت کی جانب سے مقرر کردہ اس مال کو کہتے ہیں جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لیے کسی ایسے مُسلمان فقیر کی ملکیت میں دے دیا جائے جو زکوٰۃ کا مستحق ہو۔
- زکوٰۃ ادا کرنے سے مال میں پاکیزگی آجاتی ہے۔
- زکوٰۃ ادا کرنے سے بخل، لالچ اور خُود غرضی جیسی بُری صفات ختم ہو جاتی ہیں۔
- زکوٰۃ کے ذریعے معاشرہ غربت و افلاس اور تنگ دستی سے نجات حاصل کر کے ترقی یافتہ اور مثالی معاشرہ بن سکتا ہے۔
- زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کو قیامت میں دردناک عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔

زکوٰۃ کا انکار کرنے والا کافر، ادا نہ کرنے والا فاسق اور ادائیگی میں تاخیر کرنے والا گُناہ گار ہے۔[44]

کیا آپ جانتے ہیں؟

حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے دورِ خلافت میں زکوٰۃ کا انکار کرنے والوں کے ساتھ جہاد کیا۔[45]

رہنمائے اساتذہ

۱. اس سبق کے ذریعے طلبہ / طالبات کو زکوٰۃ کی فرضیت و اہمیت اچھی طرح سمجھائیے۔

۲. طلبہ / طالبات کو بتائیے کہ اپنے آباؤ اجداد یعنی ماں، باپ، نانا، نانی، دادا، دادی اور اولاد یعنی بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسا، نواسی، وغیرہ کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ میاں بیوی بھی ایک دوسرے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے، اسی طرح سیّد زادوں اور سیّد زادیوں کو بھی زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔

۳. طلبہ / طالبات کو بتائیے کہ بہن بھائی، خالہ ماموں، چچا پھوپھی، داماد، بہو وغیرہ رشتہ دار اگر مستحق زکوٰۃ ہوں تو انھیں زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

سوال نمبر ا: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ زکوٰۃ کے لغوی و اصطلاحی معنی بیان کیجیے۔

ب۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے فرمان کی روشنی میں زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی وعید تحریر کیجیے۔

ج۔ زکوٰۃ ادا کرنے کے چند فوائد تحریر کیجیے۔

د۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنے کے دُنیاوی و اُخروی نقصانات بیان کیجیے۔

سوال نمبر ۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ زکوٰۃ سن ____________ ہجری میں فرض ہوئی۔

ب۔ قرآن مجید میں نماز اور زکوٰۃ کا ایک ساتھ ____________ مرتبہ ذکر آیا ہے۔

ج۔ زکوٰۃ ہر اُس عاقل و بالغ اور آزاد مسلمان پر فرض ہے جو مالک ____________ ہو۔

د۔ پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "اپنے مال کی زکوٰۃ نکال کہ وہ ________ کرنے والی ہے، تجھے پاک کر دے گی۔"

ہ۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنا مال کی ____________ کا سبب ہے۔

باب چہارم
سیرتِ مُصطفیٰ ﷺ

غزوۂ حُنین

تدریسی مقاصد:
- طلبہ / طالبات کو غزوۂ حنین کے اسباب سے آگاہ کرنا۔
- طلبہ / طالبات کو غزوہ حنین کے بارے میں مختصر معلومات فراہم کرنا۔

غزوۂ حُنین کے شہداء کے مزارات کی موجودہ تصویر

''حُنین'' مکّہ اور طائف کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔ حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اسی مقام پر کُفّار کے خلاف غزوے میں شرکت فرمائی تھی، اس لیے اسے ''غزوۂ حُنین'' کہتے ہیں۔

غزوۂ حُنین کے اسباب

مکّہ فتح ہونے کے بعد لوگ جوق در جوق دائرۂ اسلام میں داخل ہو رہے تھے۔ مقام حُنین میں ''ہوازن'' اور ''ثقیف'' نام کے دو قبیلے آباد تھے جو بہت ہی جنگ جُو تھے۔ اُن لوگوں پر فتحِ مکّہ کا اُلٹا اثر پڑا۔ اُنھوں نے یہ خیال قائم کر لیا کہ مکّہ پر قبضے کے بعد اب ہماری باری ہے، اس لیے اُنھوں نے جنگی تیاریاں شروع کر دیں اور یہ منصوبہ بنایا کہ جو مُسلمان اس وقت مکّۂ مکرمہ میں جمع ہیں اُن پر ایک زبردست حملہ کر دیا جائے۔ چنانچہ قبیلۂ ہوازن اور ثقیف نے اپنے تمام قبائل کو ایک مقام پر جمع کر لیا۔ [46]

اسلامی لشکر کی روانگی

جب حُضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو خبر ملی تو اس سے پہلے کہ کُفّار مُسلمانوں پر حملہ آور ہوتے اُن کی سرکوبی کے لیے حُضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے شوّال سن 8 ہجری میں بارہ ہزار (12000) کا لشکر جمع فرمایا۔ دس ہزار (10000) تو وہ صحابۂ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان تھے جو مدینہ سے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ آئے تھے اور دو ہزار نو مسلم تھے جو فتحِ مکّہ کے موقع پر مُسلمان ہوئے تھے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس لشکر کو ساتھ لے کر شان و شوکت کے ساتھ حُنین کا رُخ کیا۔ اس غزوے میں مشرکین کی تعداد صرف چار ہزار (4000) تھی۔

لشکر کی کثرت دیکھ کر بعضوں کی زبان سے بے اختیار نکلا: ”آج ہم پر کون غالب آسکتا ہے؟“ اللہ عَزَّوَجَلَّ کو بعض صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا اپنی فوجوں کی کثرت پر ناز کرنا پسند نہیں آیا۔ چنانچہ اس کا یہ انجام ہوا کہ جب جنگ شروع ہوئی تو پہلے ہی حملے میں دُشمن نے مُسلمانوں پر تیروں کی بارش کر دی اور تلواریں لے کر ٹوٹ پڑے۔ اس اچانک حملے سے وہ دو ہزار (2000) نو مسلم جو لشکرِ اسلام میں شامل ہو کر مکّہ سے آئے تھے گھبرا گئے اور بے ساختہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ اُن لوگوں کی بھگدڑ دیکھ کر دیگر مجاہدین کے پاؤں بھی اُکھڑ گئے اور حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ چند صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان باقی رہ گئے۔ اس واقعے کو قُرآن مجید میں یُوں بیان کیا گیا ہے:

وَّيَوۡمَ حُنَيۡنٍ‌ۙ اِذۡ اَعۡجَبَتۡكُمۡ كَثۡرَتُكُمۡ فَلَمۡ تُغۡنِ عَنۡكُمۡ شَيۡـًٔـا وَّضَاقَتۡ عَلَيۡكُمُ الۡاَرۡضُ بِمَا رَحُبَتۡ ثُمَّ وَلَّيۡتُمۡ مُّدۡبِرِيۡنَ‌ۚ ﴿۲۵﴾

اور حُنین کے دن کو یاد کرو جب تمھاری کثرت نے تمھیں خُود پسندی میں مبتلا کر دیا تو یہ کثرت تمھارے کسی کام نہ آئی اور تم پر زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔ (پارہ 10 سورۂ توبہ: آیت 25)

ان نامساعد حالات میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نہ صرف میدانِ جنگ میں ڈٹے رہے بلکہ برابر آگے بڑھتے رہے۔ اس وقت آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی زبانِ مُبارک پر یہ الفاظ جاری تھے:

اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

”میں نبی ہوں یہ جُھوٹ نہیں ہے میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔“

حضرت سیّدنا عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ چُونکہ بہت ہی بلند آواز تھے اس لیے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اُنھیں حکم دیا کہ انصار و مہاجرین کو پکارو۔ اُنھوں نے جو ”یَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ“ اور ”یَا لَلْمُهَاجِرِیْنَ“ کا نعرہ مارا تو ایک دم تمام مجاہدین پلٹ کر کُفّار کے لشکر پر ٹوٹ پڑے۔ [47]

مُٹّھی بھر خاک اور کفّار کی شکست

حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اپنے خچر سے نیچے تشریف لائے اور مُٹّھی بھر خاک لے کر ”شَاهَتِ الْوُجُوْه“ (چہرے بگڑ جائیں) کہتے ہوئے کُفّار کے لشکر کی طرف پھینکی۔ یہ خاک اس طرح پھیلی کہ دُشمن کا کوئی آدمی ایسا نہ تھا جس کی آنکھ اُس سے نہ بھر گئی ہو۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا یہ مُٹّھی بھر خاک پھینکنا، فیصلہ کن ثابت ہوا اور دُشمن کی کمر ٹوٹتی چلی گئی۔ [48]

غیبی مدد

مجاہدینِ اسلام، حُضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے حکم پر لَبَّیْكَ کہتے ہوئے واپس پلٹے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے مُسلمانوں کے دلوں پر اطمینان نازل ہوا اور مُسلمانوں کی مدد کے لیے فرشتے نازل کر دیے گئے۔ قُرآن مجید میں اس واقعے کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

ثُمَّ اَنۡزَلَ اللّٰهُ سَكِيۡنَتَهٗ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ وَعَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَاَنۡزَلَ جُنُوۡدًا لَّمۡ تَرَوۡهَا وَعَذَّبَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا‌ ؕ وَذٰ لِكَ جَزَآءُ الۡـكٰفِرِيۡنَ ﴿۲۶﴾

پھر اللہ نے اپنے رسول پر اور اہلِ ایمان پر اپنی تسکین نازل فرمائی اور اُس نے ایسے لشکر اُتارے جو تمھیں دکھائی نہیں دیتے تھے اور اُس نے کافروں کو عذاب دیا اور کافروں کی یہی سزا ہے۔ (پارہ 10 سورۂ توبہ: آیت 26)

اس غیبی مدد کے بعد جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ کُفّار کے قدم اُکھڑ گئے اور اکثر کفّار بھاگ نکلے کچھ قتل ہو گئے۔ جو بچ گئے وہ گرفتار ہو گئے۔ قبیلۂ ثقیف کی فوجیں اب بھی مُسلمانوں سے لڑ رہی تھیں۔ یہاں تک کہ اُن کے کئی جوان واصل جہنّم ہو گئے لیکن جب اُن کا علم بردار عثمان بن عبداللہ قتل ہوا تو اُن کے پاؤں بھی اُکھڑ گئے اور وہ میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مُسلمانوں کو فتحِ مُبین عطا فرمائی اس جنگ میں کثیر تعداد میں مالِ غنیمت مُسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ [49]

سبق

غزوۂ حنین سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ انسان کو کبھی بھی ظاہری اسباب پر فخر نہیں کرنا چاہیے بلکہ ہر حال میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات اور اُس کی رحمت پر ہی بھروسہ رکھنا چاہیے۔ نیز جو بات اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ناپسند ہو اس سے دُور رہنا چاہیے۔

یاد رکھنے کی باتیں

- فتحِ مکّہ کے بعد لوگ جوق در جوق دائرۂ اسلام میں داخل ہونے لگے۔
- "حُنین" مکّہ اور طائف کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔
- مقام حُنین میں "قبیلۂ ہوازن" اور "قبیلۂ ثقیف" نے مُسلمانوں سے جنگ کا منصوبہ بنایا۔
- غزوۂ حُنین میں اسلامی لشکر کی تعداد بارہ ہزار تھی جب کہ کُفّار کے لشکر کی تعداد چار ہزار تھی۔
- اللہ عَزَّوَجَلَّ نے غزوۂ حُنین میں مُسلمانوں کو فتحِ مُبین عطا فرمائی۔

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے غزوۂ حُنین کے اسباب و واقعات سے آگاہ کیجیے۔
۲. طلبہ / طالبات کو بتائیے کہ دُنیا و آخرت کی تمام کامیابیاں محض اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے ہی نصیب ہو سکتی ہیں لہٰذا ہمیشہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت پر ہی نظر رکھنی چاہیے۔

مشق

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ غزوۂ حُنین کے اسباب بیان کیجیے؟

ب۔ غزوۂ حُنین میں مسلمان کیوں منتشر ہو گئے تھے؟

ج۔ میدانِ جنگ میں سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی زبانِ مبارک پر کیا الفاظ جاری تھے؟

د۔ غزوۂ حُنین میں جنگ کا پانسہ کس طرح پلٹا؟

ہ۔ قُرآن مجید میں حُنین کی فتح کو کن الفاظ میں بیان کیا گیا ہے؟

سوال نمبر ۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ غزوۂ حُنین کا معرکہ شوّال ____________ ہجری میں پیش آیا۔

ب۔ اس غزوے میں مسلمانوں کے لشکر کی تعداد ____________ ہزار تھی۔

ج۔ غزوۂ حُنین میں مسلمانوں کے ساتھ فتحِ مکّہ کے موقع پر اسلام قبول کرنے والے ____________ نو مُسلم بھی تھے۔

د۔ غزوۂ حُنین میں قبیلۂ ثقیف کا علم بردار ____________ قتل ہوا تو کُفّار کے پاؤں اُکھڑ گئے۔

ہ۔ غزوۂ حُنین میں کثیر تعداد میں ____________ مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔

غزوۂ تبوک

تدریسی مقاصد:
- طلبہ / طالبات کو غزوۂ تبوک کے اسباب سے آگاہی فراہم کرنا۔
- طلبہ / طالبات کو صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان کے بے مثال جذبۂ ایثار کے بارے میں بتانا۔

تبوک کے ایک قلعے کا اندرونی وبیرونی منظر

"تبوک" مدینۂ منورہ اور ملک شام کے درمیان ایک مقام کا نام ہے۔ نبئ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سن 9 ہجری میں صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان کا لشکر لے کر اس مقام پر رومیوں کے مقابلے کے لیے تشریف لے گئے تھے اسی لیے اسے غزوۂ تبوک کہتے ہیں۔

غزوۂ تبوک کے اسباب

فتح مکہ اور غزوۂ حنین میں شاندار فتح کے بعد سرزمین عرب پر مسلمانوں کا رعب و دبدبہ قائم ہو چکا تھا اور لوگ جوق در جوق اسلام قبول کر رہے تھے۔ ارد گرد کی ریاستیں جن کے فرماں رواؤں کو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پہلے ہی خطوط لکھ کر اسلام کی دعوت دے چکے تھے، مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی طاقت سے خوف زدہ تھے۔ روم کا بادشاہ ھِرَقْل بھی اُن ہی میں سے تھا۔ اُس نے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لیے شامی حکومت کو اپنے ساتھ ملا کر چالیس ہزار (40000) کا لشکر تیار کیا اور جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔ SD

جہاد کی تیاری اور مسلمانوں کی قربانیاں

جب حُضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اطلاع ملی کہ رُومیوں نے ملک شام میں بہت بڑی فوج جمع کر دی ہے اور وہ مدینۂ طیّبہ پر حملہ کرنے کے لیے تیّاریوں میں مصروف ہیں تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے بھی فوج کی تیاری کا حکم دے دیا۔ اُس وقت بارشیں نہ ہونے کے سبب حجازِ مقدّس میں شدید قحط تھا اور بے پناہ گرمی پڑ رہی تھی۔ لوگوں کے لیے گھروں سے نکلنا بہت دُشوار ہو رہا تھا۔ لیکن صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان تو پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ایک اشارے پر اپنی جانیں قربان کرنے کے لیے تیار رہتے تھے۔ جہاد کا اعلان سُنتے ہی ہر کوئی لَبَّیْکَ کہتے ہوئے مسجد نبوی کی طرف چل پڑا اور دیکھتے ہی دیکھتے تیس ہزار (30000) مُسلمانوں کا لشکر جمع ہو گیا۔ اب ان مُجاہدین کے لیے سواریوں اور سامانِ جنگ کا انتظام کرنا تھا۔

لوگ قحط کی وجہ سے انتہائی مُفلس اور پریشان تھے۔ نبیٔ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنی اُمّت کے مال داروں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے راستے میں جہاد کے لیے دل کھول کر مالی امداد دینے کی ترغیب دلائی۔ [51]

اس موقع پر حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے گھر کا سارا سامان یہاں تک کہ اپنے بدن کے کپڑے بھی لا کر بارگاہِ نبوت میں پیش کر دیے۔ حضرت سیّدنا عبدُالرّحمٰن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے چالیس ہزار درہم پیش کیے۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنا نصف مال لے آئے اور اپنے دل میں خیال کیا کہ آج وہ حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے سبقت لے جائیں گے کیونکہ اُس دن اتفاق سے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے گھر میں بہت زیادہ مال تھا۔ حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے دریافت فرمایا: ”اے عمر! کتنا مال یہاں لائے اور گھر میں کتنا چھوڑا ہے؟“ عرض کی: ”یارسول اللہ! (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) آدھا مال لے آیا ہوں اور آدھا اہل و عیال کے لیے گھر میں چھوڑ دیا ہے۔“ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے جب یہی سوال حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے پوچھا: ”اے ابو بکر! گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟“ تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے محبّت بھرے لہجے میں یوں عرض کیا: ”یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں اپنے گھر کا سارا مال لے آیا ہوں۔ گھر والوں کے لیے اللہ اور اس کا رسول ہی کافی ہیں۔“ [52]

حضرت سیّدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ایک ہزار اُونٹ اور ستر گھوڑے مُجاہدین کی سواری کے لیے اور ایک ہزار اشرفیاں فوج کے اخراجات کے لیے لائے اور حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں نذر کر دیں۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ان کو قبول فرما کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے لیے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ ارْضِ عَنْ عُثْمَانَ فَاِنِّیْ عَنْہُ رَاضٍ

اے اللہ تو عثمان سے راضی ہو جا کیونکہ میں اس سے خوش ہو گیا ہوں۔

حضرت سیّدنا ابو عقیل انصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بہت ہی غریب صحابی تھے، وہ فقط ایک صاع کھجور لے کر حاضر ہوئے اور عرض کی: ”یارسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں نے دن بھر پانی بھر بھر کر مزدوری کی۔ دو صاع کھجوریں مجھے مزدوری میں ملی ہیں۔ ایک صاع اہل و عیال کو دیں اور ایک صاع حاضرِ خدمت ہیں۔“ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے جذبۂ ایثار سے بہت متأثر ہوئے اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اُن کھجوروں کو سب سے اُوپر رکھ دیا۔ [53] الغرض تمام انصار و مہاجرین نے بڑھ چڑھ اس کام میں حصہ لیا۔ حتّٰی کہ عورتوں نے بھی اپنے زیورات اُتار کر بارگاہِ نُبوّت میں پیش کر دیے۔

اگرچہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے دل کھول کر مال پیش کیا مگر پھر بھی پوری فوج کے لیے سواریوں کا انتظام نہ ہو سکا۔ بہت سے جاں باز مجاہدین صرف اس وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہو سکے کہ اُن کے پاس سفر کا سامان نہیں تھا۔ جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت میں اُن لوگوں کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ قرآنِ مجید میں اُن کا تذکرہ یوں بیان ہوا:

وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَّ اَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿۹۲﴾

اور نہ اُن پر کوئی حرج ہے جو آپ کے پاس اس لیے آتے ہیں تاکہ آپ انھیں سواری دیدیں (لیکن آپ) فرمادیتے ہیں: میں تمھارے لیے کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جس پر تمھیں سوار کردوں تو وہ اس حال میں لوٹ جاتے ہیں کہ ان کی آنکھوں سے اس غم میں آنسو بہہ رہے ہوں کہ وہ خرچ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ (پارہ10، سورۂ توبہ، آیت92)

روانگی

مدینۂ منورہ سے میدانِ جنگ کا فاصلہ تقریباً سات سو کلو میٹر تھا۔ مُجاہدینِ اسلام کے پاس نہ کھانے پینے کا مناسب انتظام تھا اور نہ سواری کے لیے جانور تھے۔ تین مُجاہدین کے لیے صرف ایک اُونٹ کا بندوبست ہو سکا تھا۔ ہر مجاہد اگر پانچ میل اُونٹ وغیرہ پر سوار ہو کر سفر کرتا تو دس میل اُسے پیدل بھی چلنا پڑتا تھا۔ پانی جیسی اہم ترین چیز کی بہت زیادہ قلت تھی۔ لیکن مسلمان مجاہدین صبر، حوصلے اور استقامت کے ساتھ سفر کی تمام تکالیف برداشت کرتے ہوئے تبوک پہنچ گئے۔

معجزاتِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

راستے میں ایک مقام پر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اونٹنی گُم ہو گئی تو ایک منافق نے کہا کہ ”محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کہتے ہیں کہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا نبی ہوں اور میرے پاس آسمان کی خبریں آتی ہیں مگر اُن کو یہ معلوم ہی نہیں کہ اونٹنی کہاں ہے؟“

پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”ایک منافق ایسا ایسا کہتا ہے۔ حالانکہ خدا کی قسم! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بتادینے سے میں خوب جانتا ہوں کہ وہ فلاں گھاٹی میں ہے اور ایک درخت میں اس کی مہار کی رسی اُلجھ گئی ہے تم لوگ جاؤ اور اس اونٹنی کو میرے پاس لے کر آجاؤ۔“ جب لوگ اس جگہ گئے تو اونٹنی کو اسی حال میں دیکھا جیسا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا تھا۔[54]

تبوک پہنچنے سے ایک دن قبل آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے خبر دی کہ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ کل تم لوگ سُورج بلند ہونے کے بعد تبوک کے چشمہ پر پہنچو گے لیکن کوئی شخص پانی کو ہاتھ نہ لگائے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے فرمان کے عین مطابق لشکرِ اسلام اُسی وقت تبوک کے چشمے پر پہنچا۔ چشمے سے ہلکی سی پانی کی دھار بہہ رہی تھی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اُس پانی سے ہاتھ منہ دھویا پانی میں کلّی فرمائی۔ پھر حکم دیا کہ اس پانی کو چشمہ میں انڈیل دو۔ لوگوں نے جب اُس پانی کو چشمے میں انڈیلا تو چشمے سے زوردار پانی کی موٹی دھار بہنے لگی اور تیس ہزار کا لشکر اور تمام جانور اُس چشمے کے پانی سے سیراب ہو گئے۔[55]

رومیوں کو شکست

حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے لشکر کو پڑاؤ کا حکم دیا مگر دُور دُور تک رومی لشکروں کا کچھ پتہ نہ تھا۔ واقعہ یہ ہوا کہ جب رُومیوں کے جاسوسوں نے قیصر کو خبر دی کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تیس ہزار کا لشکر لے کر تبوک کی طرف آرہے ہیں تو رومیوں کے دلوں پر اس قدر ہیبت طاری ہوئی کہ وہ ہمّت ہار بیٹھے اور اپنے گھروں سے باہر ہی نہ نکل سکے۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے بیس دن تبوک میں قیام فرمایا اور پھر واپس مدینے تشریف لے آئے۔ [56]

نتائج

تبوک میں اگرچہ عملی طور پر جنگ نہ ہوئی لیکن مسلمانوں کے حق میں اُس کے بہترین نتائج برآمد ہوئے۔

- نصرانیوں کا سردار یُوحنّا بن رُوبہ حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس نے تین سو دینار سالانہ جزیہ پر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے صلح کرلی۔ [57]
- رومی فوجوں پر مسلمانوں کا ایسا رعب قائم ہوا کہ مقابلے پر آنا تو دور کی بات وہ ملک کے مختلف شہروں میں بکھر گئے اور دوبارہ مسلمانوں کا سامنا کرنے کی ہمت نہ کر سکے۔
- بغیر جنگ کے مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی، رومیوں اور شامیوں کے حوصلے پست ہو گئے۔

رہنمائے اساتذہ

1. طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے غزوۂ تبوک کے اسباب سے آگاہی فراہم کیجیے۔
2. صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے بے مثال جذبۂ ایثار کے واقعات سنا کر طلبہ / طالبات کے دلوں میں جذبۂ ایثار پیدا کرنے کی کوشش کیجیے۔

یادرکھنے کی باتیں

- ”تبوک“ مدینۂ منوّرہ اور ملک شام کے درمیان ایک مقام کا نام ہے۔
- غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے گھر کا سارا سامان لاکر بارگاہِ رسالت میں پیش کر دیا تھا۔
- حضرت سیّدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ایک ہزار اُونٹ اور ستّر گھوڑے مُجاہدین کی سواری کے لیے اور ایک ہزار اشرفیاں فوج کے اخراجات کے لیے پیش کیں۔
- حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ حضرت سیّدنا ابو عقیل انصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے جذبۂ ایثار سے بے حد متأثر ہوئے اور ان کی لائی ہوئی تھوڑی سی کھجوروں کو سب سے اُوپر رکھ دیا۔
- غزوۂ تبوک میں مسلمانوں کے لشکر کی ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ رومی اپنے گھروں سے باہر ہی نہ نکل سکے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

غزوۂ تبوک کے موقع پر اسلام میں کسی نیک کام کے لیے عطیات جمع کرنے کی سُنّت قائم ہوئی۔[58]

مدنی پھول

فرمانِ مصطفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہے: ”جو شخص کسی چیز کی خواہش رکھتا ہو، پھر اُس خواہش کو روک کر اپنے اوپر کسی اور کو ترجیح دے (یعنی وہ چیز ایثار کر دے) تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے بخش دیتا ہے۔[59]

سوال نمبر ا: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ رُومی افواج نے کس طرح جنگ کی تیاریاں شروع کیں؟

ب۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر مسلمانوں کو کن آزمائشوں کا سامنا تھا؟

ج۔ حضرت سیّدنا ابو عقیل انصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے جذبۂ ایثار کا واقعہ بیان کیجیے۔

د۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت سیّدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے، بارگاہِ نبوّت میں کتنا مال پیش کیا؟

ہ۔ غزوۂ تبوک سے کیا نتائج حاصل ہوئے؟

سوال نمبر ۲: مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجیے۔

الف۔ رسُول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے رُومی افواج کی جنگی تیاریوں کی خبر سُن کر کیا فیصلہ کیا؟

ب۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر حجازِ مقدّس میں کون سا موسم تھا؟

ج۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے تبوک میں کتنے دن قیام فرمایا؟

د۔ تبوک کے چشمہ پر حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا کون سا معجزہ ظاہر ہوا؟

سوال نمبر ۳: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ غزوۂ تبوک کا واقعہ سن ____________ ہجری میں پیش آیا۔

ب۔ غزوۂ تبوک میں مسلمان ____________ نے اپنے زیورات اُتار کر بارگاہِ نُبوّت میں پیش کر دیے۔

ج۔ قیصر رُوم نے شامی حکومت کو ساتھ ملا کر ____________ کا لشکر تیار کر لیا تھا۔

د۔ غزوۂ تبوک کے لیے جانے والے مسلمانوں کی تعداد ____________ تھی۔

ہ۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ____________ دن تبوک میں قیام فرمایا۔

سرگرمی

ایک خوبصورت چارٹ بنائیے جس پر کسی مُسلمان کے لیے راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں خرچ کرنے کے مختلف طریقے جلی حروف میں لکھیے۔

حجۃُ الوداع

تدریسی مقصد: • طلبہ/طالبات کو حجۃ الوداع اور خطبۂ حجۃ الوداع سے مُتعلّق آگاہی فراہم کرنا۔

حجۃ الوداع نبیٔ کریم صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کا آخری حج تھا اور ہجرت کے بعد یہی پہلا حج تھا۔ سن 10 ہجری میں آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے جب حج کے لیے روانگی کا اعلان فرمایا تو یہ خبر سُنتے ہی تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابۂ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَان حج کے لیے تیار ہو گئے۔ حضورِ اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ پچیس (25) ذوالقعدہ کو مدینۂ منورہ سے روانہ ہوئے۔ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی تمام ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُنَّ بھی آپ کے ساتھ تھیں۔ ''ذُوالحلیفہ'' کے مقام پر پہنچ کر آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے احرام باندھا اور چار ذوالحجہ کو مکۂ مکرّمہ میں داخل ہوئے۔ یہ وہی مکّہ تھا جہاں کے لوگوں نے دس سال قبل پیارے آقا صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کو ہجرت پر مجبور کر دیا تھا۔ آج پُورا شہر مکّہ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے استقبال کے لیے اُمڈ آیا تھا۔ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ حجرِ اسود کے پاس تشریف لائے۔ حجرِ اسود کو بوسہ دیا، پھر خانۂ کعبہ کا طواف فرمایا۔ طواف سے فارغ ہو کر مقامِ ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز ادا فرمائی، پھر صفا مروہ کی سعی کی اور دیگر مناسکِ حج ادا فرمائے۔ [60]

خطبہ حجۃ الوداع

9 ذوالحجہ کو حضور صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے میدانِ عرفات میں خطبہ ارشاد فرمایا۔ یہ خطبہ نسلِ انسانی کے حُقوق کا بُنیادی منشور اور حضور اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی حیاتِ طیّبہ کی عملی تفسیر ہے۔ اس خطبے میں آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے پُوری دُنیا کے لیے اسلامی تعلیمات کا مکمل خلاصہ بیان فرمادیا۔ اس خطبے کا ایک ایک لفظ قیامت تک کے لیے امن و سلامتی، نجات اور محبّت کا پیغام ہے۔

خطبۂ حجۃ الوداع کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

دور جاہلیت کی رسموں کا خاتمہ

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس مُبارک خُطبے میں زمانۂ جاہلیت کے خاندانی تفاخر اور رنگ و نسل کی برتری اور قومیت میں بڑے چھوٹے کے تصوّرات کو پاش پاش کرتے ہوئے زمانۂ جاہلیت کی تمام بُرائیوں اور بے ہودہ رسموں کا خاتمہ فرمادیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اعلان فرمایا: ''سُن لو! جاہلیت کے تمام دستور میرے قدموں کے نیچے پامال ہیں، زمانۂ جاہلیت کے تمام خُون (اور جھگڑے) ختم کر دیے گئے۔ سب سے پہلے میں اپنے چچازاد بھائی ربیعہ بن حارث کا خُون مُعاف کرتا ہوں، جسے بنی سعد میں شیر خواری کے دوران قبیلۂ ہذیل نے قتل کر دیا تھا۔'' [61]

امن و سلامتی

دُنیا بھر میں امن و سلامتی قائم فرمانے کے لیے تاجدارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ''تمھارا خون اور تمھارا مال تم پر تا قیامت اسی طرح حرام ہے جس طرح تمھارا یہ دن، تمھارا یہ مہینا، تمھارا یہ شہر محترم ہے۔'' [62]

سود کا خاتمہ

سود کے حوالے سے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فیصلہ فرمادیا ہے کہ کوئی سود نہیں۔ سب سے پہلے میں عباس بن عبد المطلب کا سود ختم کرتا ہوں، یہ سب کا سب معاف ہے۔'' [63]

مساوات

خاندانی تفاخر اور قومیت میں اونچ نیچ وغیرہ کے تصورات کو مٹاتے ہوئے لوگوں کے درمیان مساوات کے حوالے سے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! بے شک تمھارا رب ایک ہے اور بے شک تمھارا باپ (آدم عَلَیْہِ السَّلَام) ایک ہے۔ سُن لو! کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی سرخ کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی سُرخ پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کی وجہ سے۔'' [64]

حقوق العباد

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مزید فرمایا: ''اے لوگو! میری بات غور سے سُنو، تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کی رضامندی کے بغیر اُس کی کوئی چیز لے۔ [65] اپنے غُلاموں سے حُسنِ سُلوک کرو۔ اُنھیں وہی پہناؤ جو تُم پہنو اور وہی کھلاؤ جو تم کھاؤ۔'' [66] ''جو چیز کسی سے مانگ کر لو اُسے واپس کرو۔'' [67] ''جس کے پاس امانت رکھی جائے اُس پر لازم ہے کہ امانت مالک تک پہنچا دے۔''

عورتوں کے حقوق

عورتوں کے حُقوق کے بارے میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو۔ تمھارے اُن پر کچھ حُقوق ہیں اور اُن کے تم پر کچھ حُقوق ہیں۔ تمھارے اُن پر یہ حُقوق ہیں کہ وہ تمھاری عزّت کو پامال نہ کریں اور اُن کے تم پر یہ حُقوق ہیں کہ تم اُنھیں اچھّا کھلاؤ اور اچھّا پہناؤ۔'' [68] مزید فرمایا: ''اے لوگو! شیطان اس بات سے مایوس ہو گیا ہے کہ اس زمین میں کبھی اُس کی عبادت کی جائے گی لیکن اُسے یہ توقّع ہے کہ وہ چھوٹے چھوٹے گناہ کروانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اس لیے تم اُن چھوٹے گناہوں سے بچتے رہو۔'' [69]

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ بھی ارشاد فرمایا: ''میں تُم میں ایسی دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تُم اُن کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو ہر گز گمراہ نہ ہو گے۔ ایک اللہ عَزَّوَجَلَّ کی کتاب (قُرآن مجید) اور دوسری اُس کے نبی کی سُنّت۔'' [70]

خُطبۂ مُبارک کے اختتام پر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے لوگوں سے فرمایا: "اللہ عَزَّوَجَلَّ کے یہاں تُم سے میری نسبت پُوچھا جائے گا تو تُم کیا جواب دو گے؟ کیا میں نے تُم تک اللہ عَزَّوَجَلَّ کا پیغام پہنچا دیا؟" سب لوگوں نے با آوازِ بُلند گواہی دی: "بے شک آپ نے خُدا کا پیغام پہنچا دیا اور رسالت کا حق ادا کر دیا۔" یہ سُن کر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے آسمان کی طرف اُنگلی اُٹھائی اور تین بار فرمایا: "اے اللہ! تو گواہ رہنا۔" [71]

حجۃ الوداع کے موقع پر عرفہ کے روز تکمیلِ دین سے متعلق یہ آیتِ مُبارکہ نازل ہوئی:

اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ؕ

آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین مکمل کر دیا اور میں نے تم پر اپنی نعمت پُوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔
(پارہ 6، سورۂ مائدہ: آیت 3)

حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جانتے تھے کہ یہ اُن کا آخری حج ہے اور عنقریب وہ سفرِ آخرت پر روانہ ہو جائیں گے۔ چنانچہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس آخری حج میں جو خطبہ ارشاد فرمایا، اس میں اس جانب اشارہ بھی فرمایا۔ اسی لیے اس خُطبے کو "خطبۂ حجۃ الوداع" کہتے ہیں۔ مناسکِ حج کی تکمیل کے بعد نبیٔ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے ساتھ واپس مدینۂ مُنورہ تشریف لے آئے۔

یاد رکھنے کی باتیں

- حجۃ الوداع نبیٔ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا آخری حج تھا اور ہجرت کے بعد یہی پہلا حج تھا۔
- خطبہ حجۃ الوداع نسلِ انسانی کے حُقوق کا بُنیادی منشور اور حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی حیاتِ طیّبہ کی عملی تفسیر ہے۔
- آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے خطبۂ حجۃ الوداع میں زمانۂ جاہلیت کی تمام بُرائیوں اور بے ہودہ رسموں کا خاتمہ فرما دیا۔
- آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "میں تُم میں ایسی دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تُم اُن کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ ایک اللہ عَزَّوَجَلَّ کی کتاب (قُرآن مجید) اور دوسری اُس کے نبی کی سُنّت"۔
- حجۃ الوداع کے موقع پر سب لوگوں نے گواہی دی کہ بے شک آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے خُدا کا پیغام پہنچا دیا اور رسالت کا حق ادا کر دیا۔

رہنمائے اساتذہ

۱۔ طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے آخری حج اور خطبۂ حجۃ الوداع کے بارے میں تفصیل سے سمجھایئے۔

۲۔ طلبہ / طالبات کو خطبۂ حجۃ الوداع میں بیان کیے جانے والے اہم مدنی پُھول بتاتے ہوئے یہ بات ذہن نشین کروایئے کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی عطا کردہ تعلیمات ہی دُنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں اور ان تعلیمات پر عمل کی برکت سے ہی دُنیا بھر میں امن و سکون قائم ہو سکتا ہے۔

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ حجۃُ الوداع سے کیا مراد ہے؟

ب۔ خُطبۂ حجۃُ الوداع کے دوران مساوات کے حوالے سے آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کیا ارشاد فرمایا؟

ج۔ خُطبۂ حجۃُ الوداع کے موقع پر قُرآن مجید کی جو آیتِ مبارکہ نازل ہوئی اس کا ترجمہ تحریر کیجیے۔

د۔ خُطبۂ حجۃُ الوداع میں عورتوں کے حُقُوق کے بارے میں آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کیا ارشاد فرمایا؟

ہ۔ خُطبۂ حجۃُ الوداع میں حضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کن دو لعنتوں کے خاتمے کا اعلان فرمایا؟

سوال نمبر ۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ ہجرت کے بعد سن ____________ ہجری میں آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حج کے لیے روانگی کا اعلان فرمایا۔

ب۔ حجۃ الوداع نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا آخری حج تھا اور ہجرت کے بعد یہی ____________ حج تھا۔

ج۔ خُطبۂ حجۃُ الوداع میں آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے پُوری دُنیا کے لیے ____________ کا مکمل خُلاصہ بیان فرمادیا۔

د۔ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے زمانۂ ____________ کی تمام برائیوں اور بے ہودہ رسموں کا خاتمہ فرمادیا۔

ہ۔ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "تمھارے عورتوں پر یہ حُقُوق ہیں کہ وہ تمھاری ____________ کو پامال نہ کریں"۔

وصال ظاہری

تدریسی مقصد: • طلبہ/طالبات کو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی علالت اور وصال ظاہری کے بارے میں بتانا۔

حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا اس دُنیا میں تشریف لانا صرف اس لیے تھا کہ آپ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے آخری پیغام یعنی دینِ اسلام کے احکام اُس کے بندوں تک پہنچادیں۔ جب سے یہ دُنیا عالم وجود میں آئی، ہزاروں انبیاو رُسل عَلَیْہِمُ السَّلَام اس عظیم الشان کام کو انجام دینے کے لیے اس عالم میں تشریف لائے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے خاتم النّبیّین کی حیثیت سے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچادیا۔ جب دینِ اسلام مکمل ہو چکا اور دنیا میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تشریف آوری کا مقصد پورا ہو گیا تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا وعدہ پورا ہونے کا وقت آگیا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾

(اے حبیب!) بے شک تمھیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔ (پارہ 23، سورۂ زمر، آیت 30)

حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو بہت پہلے سے اپنے وصال ظاہری کا علم تھا اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مختلف مواقع پر لوگوں کو اس کی خبر بھی دے دی تھی۔ چنانچہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے لوگوں کو ان الفاظ کے ساتھ رخصت فرمایا تھا: ”شاید اس کے بعد میں تمھارے ساتھ حج نہ کر سکوں گا۔“ [72]

علالت

20 یا 22 صفر سن 11 ہجری میں ایک رات آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جنّت البقیع تشریف لے گئے تھے۔ وہاں سے واپس تشریف لائے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی طبیعت مُبارک ناساز ہو گئی۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اُمّہات المُؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ کی مُشاورت سے حضرت سیّدتنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے حُجرۂ مُبارکہ میں قیام فرمایا۔ جب تک طاقت رہی، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خُود مسجد نبوی میں نمازیں پڑھاتے رہے۔ جب کمزوری بہت زیادہ بڑھ گئی تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو امامت کا حکم ارشاد فرمایا۔

اسی مرض کے دوران ایک دن جب طبیعت میں کچھ افاقہ ہوا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مسجد میں تشریف لائے۔ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان، حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی امامت میں نماز ادا کر رہے تھے۔ آہٹ سُن کر حضرت سیّدنا ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا لیکن آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اُنھیں وہیں رُکنے کا اشارہ کیا اور خود اُن کے پہلو میں بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ [73]

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے مرض میں کمی بیشی ہوتی رہی۔ خاص وصالِ ظاہری والے دن یعنی پیر کو طبیعت کافی بہتر تھی۔ حجرہ شریف مسجد سے متّصل ہی تھا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے پردہ اُٹھا کر دیکھا تو لوگ نمازِ فجر پڑھ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر خُوشی سے آپ ہنس پڑے۔ لوگوں

نے سمجھا کہ آپ مسجد میں آنا چاہتے ہیں، مارے خُوشی کے تمام لوگ بے قابو ہو گئے مگر آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اشارے سے روکا اور حجرہ میں داخل ہو کر پردہ ڈال دیا۔ یہ آخری موقع تھا کہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے جمالِ نبوّت کی زیارت کی۔ [74]

وصال ظاہری

اس کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر بار بار غشی طاری ہونے لگی۔ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس حالت میں کبھی یہ ارشاد فرماتے: مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِم۔ یعنی اُن لوگوں کے ساتھ جن پر خُدا کا انعام ہے۔ کبھی یہ فرماتے اَللّٰھُمَّ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی۔ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! بڑے رفیق میں۔ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ بھی پڑھتے تھے اور فرماتے: ''بے شک موت کے لیے سختیاں ہیں۔'' حضرت سیّدتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کہتی ہیں کہ تندرستی کی حالت میں آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اکثر فرمایا کرتے تھے کہ پیغمبروں کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ خواہ وفات کو قبول کریں یا حیاتِ دنیا کو۔ جب حضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زَبانِ مُبارک پر یہ کلمات جاری ہوئے تو میں نے سمجھ لیا کہ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آخرت کو قبول فرمالیا۔ [75]

آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس پانی کا ایک برتن تھا اُس میں ہاتھ ڈالتے اور چہرۂ اقدس پر مل لیتے۔ اچانک آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُنگلی سے اشارہ فرمایا اور تین مرتبہ فرمایا: اَللّٰھُمَّ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! بڑے رفیق میں۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مقدس ہاتھ نیچے تشریف لے آیا اور آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس دنیائے فانی سے ظاہری پردہ فرما گئے۔ (بخاری) [76]

وصالِ ظاہری کا صدمہ

حضور اقدس صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصالِ ظاہری سے صحابۂ کرام اور اہلِ بیتِ عظّام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو سخت صدمہ پہنچا۔ شمعِ نبوّت کے وہ پروانے جو چند دنوں تک جمالِ نبوّت کا دیدار نہ کرتے تو ان کے دل بے قرار اور آنکھیں اشک بار ہو جاتی تھیں۔ ان عاشقانِ رسول پر جانِ عالم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ہمیشہ کی جدائی کا صدمہ بڑا عظیم تھا۔ جلیل القدر صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے لیے یہ سوچنا بھی مشکل ہو گیا کہ کیا کہیں؟ اور کیا کریں؟ حضرت سیّدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر ایسا سکتہ طاری ہو گیا کہ وہ اِدھر اُدھر بھاگے بھاگے پھرتے تھے مگر کسی سے نہ کچھ کہتے تھے، نہ کسی کی کچھ سنتے تھے۔ حضرت سیّدنا علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم رنج و ملال میں نڈھال ہو کر اس طرح بیٹھ رہے کہ ان میں اٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے کی سکت ہی نہیں رہی۔ [77]

ایسے میں حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حضرت سیّدتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے حُجرے میں گئے اور حضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رخِ انور سے چادر ہٹا کر آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر جُھکے اور آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک بوسہ دیا۔ پھر مسجد میں تشریف لا کر لوگوں کے سامنے خطبہ دینا شروع کیا کہ: ''جو شخص تم میں سے محمد صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ محمد صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وصال ہو گیا اور جو شخص تم میں سے خدا عَزَّوَجَلَّ کی پرستش کرتا تھا تو خدا زندہ ہے وہ کبھی نہیں مرے گا۔'' [78]

تکفین و تدفین

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وصیّت کے مطابق حضرت سیّدنا فضل بن عباس، حضرت سیّدنا قُثَم بن عباس، حضرت سیّدنا علی، حضرت سیّدنا عباس اور حضرت سیّدنا اُسامہ بن زید عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے مل کر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو غُسل دیا اور تین سُوتی کپڑوں کا کفن پہنایا۔ (بخاری) [79] اس کے بعد پہلے مردوں نے، پھر عورتوں نے اور پھر بچّوں نے باری باری نماز جنازہ پڑھی لیکن کسی نے امامت نہیں کی۔ (ابن ماجہ) [80] سب سے آخر میں حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے نماز جنازہ پڑھی جو کہ خلیفہ ہونے کے اعتبار سے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ولی قرار پائے، پھر ان کے بعد کسی نے نماز جنازہ نہ پڑھی۔ [81]

حضرت سیّدنا ابو طلحہ انصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے قبر شریف تیار کی۔ حضرت سیّدنا علی، حضرت سیّدنا فضل بن عبّاس، حضرت سیّدنا عبّاس اور حضرت سیّدنا قُثَم بن عبّاس عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے جسمِ اطہر کو قبر انور میں اُتارا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قبر انور امّ المؤمنین حضرت سیّدتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے حجرۂ مبارکہ میں (جو اب مسجد نبوی شریف میں ہے) تیار کی گئی۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وصال فرمایا تھا اور اسی جگہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدفون ہوئے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے 12 ربیع الاول سن 11 ہجری بروز پیر کو اس دُنیا سے پردہ فرمایا۔ بوقت وصال آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عمر مبارک 63 برس تھی۔

یاد رکھنے کی باتیں

- آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خاتم النّبیّین کی حیثیت سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے آخری پیغام (دینِ اسلام) کی تبلیغ کے کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔
- آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آخری مرض مُبارک میں حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے امامتِ نماز کی ذمہ داریاں سنبھالیں۔
- آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے 12 ربیع الاول سن 11 ہجری بروز پیر 63 سال کی عمر مبارک میں اس دُنیا سے ظاہری پردہ فرمایا۔
- آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نمازِ جنازہ پہلے مردوں نے، پھر عورتوں نے اور پھر بچّوں نے پڑھی لیکن کسی نے امامت نہیں کی۔ آخر میں خلیفۂ اول حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بطورِ ولی نمازِ جنازہ پڑھی۔
- آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قبرِ انور امّ المؤمنین حضرت سیّدتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے حجرۂ مبارکہ میں ہے۔

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ / طالبات کو نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سفرِ آخرت کے بارے بتائیے۔

۲. طلبہ / طالبات کو نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصالِ ظاہری پر عقیدۂ حیات النبی کے بارے میں سمجھائیے۔

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ انبیائے کرام عَلَیۡھِمُ السَّلَام کی اس دُنیا میں آمد کا مقصد کیا تھا؟

ب۔ حُضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے مرض مُبارک میں امامت نماز کا فریضہ کن کو سونپا؟

ج۔ حُضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے وصالِ مُبارک کی خبر سُن کر صحابۂ کرام عَلَیۡھِمُ الرِّضۡوَان کی کیا حالت ہوئی؟

د۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نمازِ جنازہ کس طرح ادا کی گئی؟

ہ۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تکفین و تدفین کی سعادت کن صحابۂ کرام عَلَیۡھِمُ الرِّضۡوَان کو حاصل ہوئی؟

سوال نمبر ۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ آخری مرض مُبارک کے ایام میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت سیّدتنا ________ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھَا کے حُجرۂ مُبارکہ میں قیام فرمایا۔

ب۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت سیّدنا ________ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کو امامتِ نماز کا حکم ارشاد فرمایا۔

ج۔ حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ خلیفہ ہونے کے اعتبار سے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ________ قرار پائے۔

د۔ حُضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے وصالِ ظاہری سے صحابۂ کرام اور اہل بیت عظام عَلَیۡھِمُ الرِّضۡوَان کو ________ پہنچا۔

ہ۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی قبر شریف ________ نے تیار کی۔

باب پنجم

اخلاق وآداب

تدریسی مقاصد:
- طلبہ / طالبات کو صلۂ رحمی کے مفہوم اور اس کی اہمیت سے آگاہ کرنا۔
- طلبہ / طالبات کو رشتہ داروں کے حقوق سے روشناس کروانا۔

صلۂ رحمی کے معنی رشتہ کو جوڑنا ہے، یعنی عزیزوں اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ صلۂ رحمی اس بات کا نام نہیں کہ رشتہ دار ہمارے ساتھ اچھا سلوک کریں تو ہم بھی اُن کے ساتھ اچھا سلوک کریں، کیونکہ یہ تو بدلہ ہوا۔ حقیقتاً صلۂ رحمی یہ ہے کہ جو ہم سے تعلّق توڑے ہم اس سے تعلّق جوڑیں یعنی جو ہم سے جدا ہونا چاہے ہم اس کے ساتھ رشتہ نبھائیں۔ چنانچہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ارشاد فرماتے ہیں: ”صلۂ رحمی اس کا نام نہیں کہ بدلہ دیا جائے یعنی اُس نے اس کے ساتھ احسان کیا (تو) اس نے اُس کے ساتھ کر دیا، بلکہ صلۂ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ اُدھر سے کاٹا جاتا ہے اور یہ جوڑتا ہے۔“ (بخاری) [82] صلۂ رحمی واجب، جب کہ قطعِ رحمی (یعنی تعلّقات توڑ دینا) حرام ہے۔ صلۂ رحمی جنّت میں لے جانے والا عمل ہے جب کہ قطعِ رحمی جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔

صلۂ رحمی کی فضیلت و اہمیت

قرآنِ کریم اور احادیث طیبہ میں رشتہ داروں کے ساتھ صلۂ رحمی کی تاکید کی گئی ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیۡ تَسَآءَلُوۡنَ بِہٖ وَالۡاَرۡحَامَ

اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتوں (کو توڑنے سے بچو۔) (پارہ4، سورۂ نساء، آیت 1)

ایک اور آیت مبارکہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاِذۡ اَخَذۡنَا مِیۡثَاقَ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ لَا تَعۡبُدُوۡنَ اِلَّا اللّٰہَ ۟ وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا وَّذِی الۡقُرۡبٰی

اور یاد کرو جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ (اچھا سلوک کرو)۔ (پارہ1، سورۂ بقرہ، آیت 83)

احادیثِ کریمہ میں کئی مقامات پر صلۂ رحمی کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”رشتہ عرشِ الٰہی سے لپٹ کر یہ کہتا ہے جو مجھے ملائے گا، اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اُس کو ملائے گا اور جو مجھے کاٹے گا، اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اُسے کاٹے گا۔“ (مسلم) [83]

اسی طرح آپ صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں: "جس کو یہ پسند ہو کہ عمر میں درازی ہو، رزق میں وُسعت ہو اور بُری موت دفع ہو وہ اللہ تعالٰی سے ڈرتا رہے اور رشتہ والوں سے (اچھّا) سلوک کرے۔" [84]

قطعِ رحمی سے متعلّق وعیدیں

رشتہ داروں سے تعلّقات توڑ دینے والوں کے لیے جنّت سے محرومی کی وعید بیان کی گئی ہے چنانچہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "رشتہ کاٹنے والا جنّت میں نہیں جائے گا"۔ ایک اور حدیث مبارک میں ہے: "جس قوم میں قاطعِ رحم (رشتہ کاٹنے والا) ہوتا ہے، اس پر رحمت الٰہی نہیں اُترتی۔" [85]

صلہ رُحمی کے درجات

جس طرح رشتہ داری مختلف درجوں کی ہوتی ہے اسی اعتبار سے صلۂ رُحمی کے بھی مختلف درجات ہیں۔ صلۂ رُحمی کا سب سے بڑا مرتبہ والدین کا ہے اُن کے بعد قریبی محرم رشتہ دار مثلاً دادا، دادی، نانا، نانی، بھائی، بہن، چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ وغیرہ پھر بقیہ رشتہ دار۔ چنانچہ حدیث مُبارک میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کی: "یارسول اللہ! (صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) سب سے زیادہ حسنِ صحبت یعنی احسان کا مستحق کون ہے؟" ارشاد فرمایا: "تمھاری ماں" یعنی ماں کا حق سب سے زیادہ ہے۔ اُنھوں نے پوچھا، "پھر کون؟" حضور (صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے پھر ماں کو بتایا۔ اُنھوں نے پوچھا "پھر کون؟" ارشاد فرمایا: "تمھارا والد۔" (بخاری) [86]

ایک صحابی رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہُ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی، "یارسول اللہ! (صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کس کے ساتھ احسان کروں؟" فرمایا: "اپنی ماں کے ساتھ" میں نے کہا، "پھر کس کے ساتھ؟" فرمایا: "اپنی ماں کے ساتھ۔" میں نے کہا، "پھر کس کے ساتھ؟" فرمایا: "اپنی ماں کے ساتھ۔" میں نے کہا، "پھر کس کے ساتھ؟" فرمایا: "اپنے باپ کے ساتھ، پھر اس کے ساتھ جو زیادہ قریب ہو، پھر اس کے بعد جو زیادہ قریب ہو۔" (ترمذی) [87] یعنی احسان کرنے میں ماں کا مرتبہ باپ سے بھی تین درجہ بلند ہے۔

صلہ رُحمی کی صورتیں

- رشتہ داروں کے ساتھ میل جول رکھے۔
- کبھی کبھی اُن سے ملاقات کو جایا کرے۔
- جب بھی ملاقات ہو تو انھیں سلام میں پہل کرے۔
- اُنھیں کچھ نہ کچھ تحائف دیتا رہے۔
- اُن کے کاموں میں اُن کی مدد کرے۔
- اُنھیں کوئی حاجت درپیش ہو تو حاجت روائی کرے۔
- اگر پردیس میں ہے تو خط و کتابت کے ذریعہ رابطہ رکھے۔
- جب وہ حق پر ہوں تو دُوسروں کے مقابلہ میں اُن کا ساتھ دے۔
- اُن کی جانب سے پہنچنے والی تکلیف پر صبر کرے۔
- اُن سے قطع تعلّقی ہرگز نہ کرے۔

عزیز طلبہ! ہمیں چاہیے کہ اپنے والدین اور رشتہ داروں کے ساتھ صلۂ رحمی کرتے ہوئے اُن سے ہمیشہ اچھا سلوک کریں۔ اُن سے تعلقات مضبوط رکھیں، ہرگز ہرگز قطع تعلّقی نہ کریں۔ نیز اُن کی جانب سے قطع تعلقی ہونے کی صورت میں بھی آگے بڑھ کر صلۂ رحمی کرتے ہوئے اُن کو سینہ سے لگائیں۔

یاد رکھنے کی باتیں

- رشتہ داروں میں سب سے قریبی رشتہ ماں باپ کا ہے۔
- بھلائی کرنے والے کے ساتھ بھلائی کرنا تو اس کے احسان کا بدلہ چکانا ہے۔ حقیقتاً صلۂ رحمی یہ ہے کہ جو تم سے تعلّق توڑے تم اس سے تعلّق جوڑو۔
- رشتہ داروں سے قطعِ تعلّق کرنے والا جنّت میں داخل نہیں ہوگا۔
- صلۂ رحمی سے رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ ساتھ عمر میں برکت، رزق میں وُسعت اور بُری موت سے حفاظت بھی ہو جاتی ہے۔
- صلۂ رحمی واجب، جب کہ قطعِ رحمی (یعنی تعلّقات توڑ دینا) حرام ہے۔
- صلۂ رحمی جنّت میں لے جانے والا عمل جبکہ قطعِ رحمی جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔

مدنی پھول

نبیٔ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ارشاد فرمایا:

"عام مسکین پر صدقہ کرنا ایک صدقہ ہے اور وہ ہی صدقہ اپنے رشتہ دار پر کرنا دو صدقے ہیں، ایک صدقہ اور دوسرا صلۂ رحمی۔" (ترمذی) [83]

رہنمائے اساتذہ

١. طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے صلۂ رحمی کا مفہوم اور اس کی اہمیت ذہن نشین کروائیے۔

٢. طلبہ / طالبات کو احادیثِ مُبارکہ کی روشنی میں صلۂ رحمی کرنے اور قطع تعلّقی سے بچنے کا ذہن دیجیے۔

٣. طلبہ / طالبات کو بتائیے کہ محرم وہ رشتہ دار ہیں جن سے کبھی بھی نکاح نہیں ہو سکتا، جیسے والد، چچا، ماموں، دادا، نانا اور بھائی وغیرہ جب کہ نامحرم وہ لوگ ہیں جن سے نکاح جائز ہے جیسے چچازاد، ماموں زاد، خالہ زاد بھائی اور دیگر افراد۔

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ صلہ رُحمی سے کیا مراد ہے؟

ب۔ صلہ رُحمی کی مختلف صورتیں بیان کیجیے۔

ج۔ رشتے داروں کی طرف سے تکلیف پہنچنے پر ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

د۔ قطعِ رحمی کرنے والوں کے لیے کیا وعید بیان کی گئی ہے؟

ہ۔ صلہ رُحمی سے دُنیا اور آخرت میں کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں؟

و۔ اگر آپ کے رشتے دار آپ سے میل جول ترک کر دیں تو آپ کیا کریں گے؟

سوال نمبر ۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ صلہ رُحمی کے معنی رشتہ کو جوڑنا ہے یعنی رشتہ داروں کے ساتھ ________ اور سلوک کرنا۔

ب۔ صلہ رُحمی ________ میں لے جانے والا عمل ہے۔

ج۔ رشتہ داروں سے تعلّقات توڑ دینے والوں کے لیے جنّت سے ________ کی وعید بیان کی گئی ہے۔

د۔ صلہ رُحمی کا سب سے بڑا مرتبہ ________ کا ہے۔

ہ۔ جس قوم میں قاطعِ رحم ہوتا ہے، اس پر ________ نہیں اُترتی۔

فکرِ مدینہ

کیا آپ اپنے رشتہ داروں کے حُقُوق کا خیال رکھتے ہیں؟

پڑوسیوں کے حُقُوق

تدریسی مقصد: • طلبہ / طالبات کے سامنے قرآن وحدیث کی روشنی میں پڑوسیوں کے حقوق بیان کرنا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انسان میں باہمی رابطے مضبوط رکھنے کے لیے اُس کو رشتوں اور تعلّقات کی مالا میں پرویا ہے۔ انسان کسی کا بھائی ہے تو کسی کا بیٹا، کسی کا دوست ہے تو کسی کا پڑوسی۔ دینِ اسلام جہاں حُقُوق اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ادائیگی پر زور دیتا ہے وہاں حُقُوق العباد کا بھی خیال رکھنے کی تاکید کرتا ہے۔ کیونکہ اسلام ایک ایسا مُعاشرہ چاہتا ہے جس میں اُخوّت، پیار اور ہمدردی ہو اور ہر انسان ایک دُوسرے کا ہمدرد و غم گسار ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں پڑوسی کے حُقُوق ادا کرنے اور اس کے ساتھ حُسنِ سلوک کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ

اور قریب کے پڑوسی اور دُور کے پڑوسی (کے ساتھ اچھّا سلُوک کرو۔) (پارہ5، سورۂ نساء، آیت36)

قریب کے پڑوسی سے مراد وہ ہے جس کا گھر اپنے گھر سے ملا ہوا ہو اور دُور کے پڑوسی سے مراد وہ ہے جو محلّہ دار تو ہو مگر اس کا گھر اپنے گھر سے ملا ہوا نہ ہو۔ [89]

احادیثِ مُبارکہ میں پڑوسی کے حقوق کو بڑے اہتمام سے اُجاگر کیا گیا ہے۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام مجھے پڑوسی کے متعلّق برابر وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ پڑوسی کو وارث بنادیں گے۔" (بخاری) [90] یوں ہی ایک حدیثِ پاک میں رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ

کے نزدیک ساتھیوں میں بہترین ساتھی وہ ہے جو اپنے ساتھی کا خیر خواہ ہو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک پڑوسیوں میں بہترین پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کا خیر خواہ ہو"۔ (ترمذی) [91]

حضرت سیّدنا ابنِ مسعود رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبیٔ کریم صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے پُوچھا: "یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مجھے کیسے معلوم ہو کہ میں نے اچھّا کیا یا بُرا؟" آپ صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "جب تُم اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتے سنو کہ تم نے اچھّا کیا ہے تو بے شک تم نے اچھّا کیا اور جب اُنھیں یہ کہتے سُنو کہ تم نے بُرا کیا تو بے شک تم نے بُرا کیا" (ابن ماجہ) [92] اِس حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ انسان کے اچّھے یا بُرے ہونے کا معیار اُس کے پڑوسی کی رائے پر منحصر ہے۔

ایک بُزرگ اپنے گھر میں موجود چُوہوں کی وجہ سے بہت پریشان تھے۔ کسی نے کہا کہ آپ بلّی کیوں نہیں رکھ لیتے کہ اُس کے خوف سے چُوہے خُود ہی بھاگ جائیں گے۔ اُنھوں نے جواب دیا: "بلی اس لیے نہیں رکھتا کہ اُس سے ڈر کر چُوہے پڑوسی کے گھر میں چلے جائیں گے۔ جس چیز کو میں اپنے لیے پسند نہیں کرتا اُسے پڑوسی کے لیے کیسے پسند کروں؟" [93]

پڑوسی کو تکلیف پہنچانے پر وعید

پڑوسیوں کے حُقُوق کا خیال رکھنا اور اُن کو کسی طرح کی تکلیف نہ پہنچانا کس قدر ضروری ہے، اس کا اندازہ اس حدیث پاک سے لگائیے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "خُدا کی قسم! وہ مؤمن نہیں، خُدا کی قسم وہ مؤمن نہیں، خُدا کی قسم وہ مؤمن نہیں۔" عرض کی گئی، "یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کون؟" فرمایا: "وہ شخص کہ جِس کے پڑوسی اُس کی آفتوں سے محفوظ نہ ہوں۔" (بخاری) [94] ایک اور روایت میں ہے کہ "وہ جنّت میں نہیں جائے گا، جس کا پڑوسی اس کی آفتوں سے امن میں نہیں ہے۔" (مسلم) [95]

پڑوسیوں کے حقوق

احادیثِ مُبارکہ میں پڑوسیوں کے درج ذیل حقوق بیان کیے گئے ہیں۔

- جب پڑوسی کو مدد کی ضرورت ہو تو اُس کی مدد کرو۔
- اگر قرض مانگے تو قرض دو۔
- اگر غریب ہو تو اُس کا خیال رکھو۔
- بیمار ہو تو اُس کی عیادت کرو۔
- انتقال ہو جائے تو جنازے کے ساتھ جاؤ۔
- اُس کی خُوشی میں خُوشی کے ساتھ شرکت کرو۔
- اُس کے غم اور مصیبت میں ہمدردی و غم گُساری کرو۔
- اُس کی اجازت کے بغیر اپنا مکان اتنا اُونچا نہ بناؤ کہ اُس کی ہوا روک دو۔
- اپنے گھر کی چھت پر ایسے نہ چڑھو کہ اُس کی بے پردگی ہو۔
- اپنے گھر کے دھوئیں سے اُسے تکلیف نہ دو۔
- گھر میں پھل لاؤ تو پڑوسی کو بھی دو، نہیں تو چھپا کر لاؤ اور اُس پر ظاہر نہ ہونے دو اور تمھارے بچّے اس کے بچّوں کے سامنے پھل نہ کھائیں کہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔

عزیز طلبہ! ہمیں چاہیے کہ اپنے پروسیوں کے حقوق کا خوب خیال رکھیں۔ ضرورت کے وقت اُن کے کام آئیں اُن سے ہر تکلیف و پریشانی کو دور کریں نیز احادیث مُبارکہ میں پڑوسیوں کے جو حقوق بیان کیے گئے ہیں اُنھیں ادا کرتے ہیں۔

یاد رکھنے کی باتیں

- اسلام ایسا مُعاشرہ چاہتا ہے جس میں اُخوّت، پیار اور ہمدردی ہو اور انسان ایک دُوسرے کا ہمدرد و غم گسار ہو۔
- اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک پڑوسیوں میں بہترین پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کا خیر خواہ ہو۔
- اپنے پڑوسی کو تکلیف پہنچانے سے بچنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔
- قریبی اور دُور والے پڑوسیوں سے اچھّا سُلوک کرنا چاہیے۔
- انسان کے اچھّے یا بُرے ہونے کا معیار اُس کے پڑوسی کی رائے پر منحصر ہے۔
- وہ شخص جنّت میں نہیں جائے گا جس کا پڑوسی اُس کی آفتوں سے امن میں نہیں ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ **نے ارشاد فرمایا:**

"اللہ عَزَّوَجَلَّ نیک مُسلمان کی وجہ سے اُس کے پڑوس کے 100 گھروں سے آفت دور فرما دیتا ہے۔"[96]

مدنی پُھول

فرمانِ مصطفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ: "جو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ اپنے پڑوسی کی عزّت کرے۔"[97]

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ/ طالبات کو اس سبق کے ذریعے پڑوسی کے معنی و مفہوم سے آگاہ کیجیے۔

۲. طلبہ/ طالبات کو اس سبق کے ذریعے پڑوسیوں کے حُقُوق تفصیل سے سمجھائیے اور ان حقوق کو ادا کرنے کا ذہن دیجیے۔

سوال نمبر ا: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں پڑوسیوں کے حُقُوق کی وضاحت کیجیے؟

ب۔ کوئی شخص اپنے اچّھا یا بُرا ہونے کے بارے میں کیسے جان سکتا ہے؟

ج۔ سبق میں بیان کیا گیا بُزرگ کا واقعہ تحریر کیجیے۔

د۔ پڑوسی کو تکلیف پہنچانے کی وعید بیان کیجیے۔

سوال نمبر ۲: مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجیے۔

الف۔ قریب اور دُور کے پڑوسی سے کیا مراد ہے؟

ب۔ پڑوسی سے متعلّق سبق میں بیان کی گئی آیتِ مُبارکہ کا ترجمہ لکھیے۔

ج۔ رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے پڑوسیوں کے خیر خواہ کے متعلق کیا ارشاد فرمایا ہے؟

د۔ آپ کا کوئی پڑوسی آپ کے گھر آئے تو آپ کیا کریں گے؟

سوال نمبر ۳: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ دینِ اسلام جہاں حقوق اللہ کی ادائیگی پر زور دیتا ہے وہاں ____________ کا خیال رکھنے کی بھی تاکید کرتا ہے۔

ب۔ انسان کے اچّھے یا بُرے ہونے کا معیار اُس کے بارے میں اُس کے ____________ کی رائے پر منحصر ہے۔

ج۔ وہ شخص ____________ میں نہیں جائے گا جس کا پڑوسی اُس کی آفتوں سے امن میں نہیں ہے۔

د۔ پڑوس میں کوئی ____________ ہو تو اُس کی عیادت کرنی چاہیے۔

ہ۔ اپنے گھر کی چھت یا کھڑکی سے پڑوس کے گھروں میں نہیں ____________ چاہیے۔

فکرِ مدینہ

کیا آپ اپنے پڑوسیوں کے حُقُوق کا خیال رکھتے ہیں؟

تواضُع وانکساری

تدریسی مقصد: • طلبہ/ طالبات کو تواضع وانکساری کی تعریف اور اہمیت سے آگاہ کرنا۔

ایک رات امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عُمر بن عبد العزیز رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کے گھر ایک مہمان آیا۔ آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ عشاء کی نماز کے بعد کچھ لکھ رہے تھے۔ قریب ہی ایک چراغ تھا جس کا تیل ختم ہو رہا تھا اور وہ بجھنے کو تھا۔ مہمان نے عرض کی "میں چراغ میں تیل ڈال دیتا ہوں"، آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے فرمایا: "مہمان سے خدمت لینا اچھی بات نہیں، اس لیے آپ زحمت نہ کیجیے۔" مہمان نے عرض کی: "اچھا پھر غُلام کو جگا دیتا ہوں، وہ چراغ ٹھیک کر دے گا۔" آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے فرمایا: "نہیں اُسے نہ جگائیں وہ ابھی ابھی سویا ہے۔" پھر آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے خُود ہی اُٹھ کر چراغ میں تیل بھر دیا۔ مہمان نے حیرانی سے کہا: "یاامیر المؤمنین! آپ نے خُود یہ کام کیا؟" آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے فرمایا: "جب میں چراغ میں تیل بھرنے کے لیے گیا تو اُس وقت بھی عُمر تھا اور جب بھر کر واپس آیا تو بھی عُمر ہی ہوں۔ میرے اس کام سے میرے مقام میں کوئی کمی نہیں آئی اور بہترین آدمی وہ ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے یہاں تواضع اختیار کرنے والا ہو۔" [98]

تواضع اور اُس کی فضیلت

خُود کو دُوسروں سے چھوٹا اور کم تر سمجھ کر دُوسروں کی عزّت و تعظیم کرنے کو تواضع اور انکساری کہتے ہیں۔ [99] تواضع یعنی عاجزی و انکساری اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب بندوں کی ایک اعلیٰ صفت ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا

اور رحمٰن کے وہ بندے جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں۔ (پارہ 19، سورۂ فرقان: آیت 63)

یعنی وہ لوگ اطمینان اور وقار کے ساتھ، عاجزانہ شان سے زمین پر آہستہ چلتے ہیں۔ مُتکبرانہ طریقے پر جُوتے کھٹکھٹاتے، پاؤں زور سے مارتے اور اتراتے ہوئے نہیں چلتے۔ [100] احادیثِ طیبہ میں بھی کئی مقامات پر رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے تواضع وانکساری کا درس دیا ہے چنانچہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "جو اپنے مُسلمان بھائی کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے بُلندی عطا فرماتا ہے اور جو اُس پر بڑائی چاہتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے پستی میں ڈال دیتا ہے۔" [101] ایک حدیثِ مُبارکہ میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میری طرف وحی نازل فرمائی کہ تم لوگ اتنی عاجزی اختیار کرو کہ تم میں سے کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور کوئی کسی پر ظُلم نہ کرے۔" (مسلم) [102]

حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تواضع وانکساری

ایک سفر میں جب کھانے کا وقت قریب آیا تو صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے آپس میں کام تقسیم کر لیے۔ ایک صحابی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا: "بکری ذبح کرنا میرے ذمّے ہے۔" دوسرے صحابی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا: "کھال اُتارنا میرے ذمّے ہے۔" تیسرے صحابی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے

کہا: "پکانامیرے ذمّے ہے۔" آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "لکڑیاں چُن کر لانا میرے ذمّے ہے۔" صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کیا کہ یہ کام ہم خود کرلیتے ہیں۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "میں جانتا ہوں کہ تم کرسکتے ہو لیکن مجھے یہ پسند نہیں کہ میں تم لوگوں سے ممتاز بن کر رہوں کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس بندے کو پسند نہیں کرتا جو دوسروں سے ممتاز بنتا ہے۔" اس کے بعد آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لکڑیاں جمع کر کے لائے۔ [103]

ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سیّد الکونین ہونے کے باوجود تواضع وانکساری کا پیکر تھے۔ آپ بیواؤں، یتیموں اور مسکینوں کی حاجت روائی فرماتے، بیماروں کی عیادت فرماتے، جنازوں میں شرکت کرتے، غلاموں کی دعوت قبول فرمالیتے۔ جب کبھی سواری پر سوار ہوتے تو اپنے ساتھ کسی دُوسرے کو بھی بٹھالیتے۔ اپنے مہمان کا بہت زیادہ اکرام فرماتے، جب کوئی ملنے آتا تواُس کے لیے اپنی چادر بچھادیتے۔ جب خُود کسی سے ملاقات فرماتے تو سلام میں پہل کرتے۔ مُصافحہ کرتے تو اُس وقت تک اپناہاتھ مُبارک نہ ہٹاتے جب تک دوسرا نہ ہٹالیتا۔ [104]

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تواضع وانکساری کا عالم یہ تھا کہ کھانے میں کبھی کسی قسم کا عیب نہ نکالتے، خواہش ہوتی تو کھاتے، ورنہ چھوڑ دیتے۔ اپنے کپڑے خُود سی لیتے اور نعل مُبارک گانٹھ لیتے۔ بکری کا دودھ بھی دوہ لیتے۔ ایک بار شاہِ حبشہ نجاشی کا ایک وفد آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں آیا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خود اُن کی خدمت کے لیے کھڑے ہوگئے۔ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: "حضور ہم خدمت کے لیے حاضر ہیں"۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "ان لوگوں نے اپنے ملک میں ہمارے اصحاب کا اکرام کیا تھا میری خواہش ہے کہ میں خود ان کا اکرام کروں۔" [105]

تواضع اور انکساری اپنانے کے لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے ذاتی کام خُود اپنے ہاتھ سے سرانجام دیں۔ گھریلو کام کاج میں گھر والوں کا ہاتھ بٹائیں۔ لوگوں کو سلام کرنے میں پہل کریں۔ مجلس میں جہاں کہیں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائیں۔ غریبوں اور مسکینوں سے محبّت اور ہمدردی سے پیش آئیں۔ اساتذہ، والدین اور بڑوں کا احترام کریں۔ چھوٹوں پر شفقت کریں۔ اگر ہم یہ تمام خُوبیاں اپنانے میں کامیاب ہوگئے تو یقیناً اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب بندوں کی صف میں شامل ہوسکیں گے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

حدیث شریف میں ہے کہ: "جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے ایک درجہ انکساری کرے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کو ایک درجہ بلند کردے گا یہاں تک کہ اُس کو علّیّین میں (وہ مقام جہاں نیک مُسلمانوں کی روحیں رہتی ہیں) پہنچادے گا اور جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حُضور ایک درجہ تکبّر کرے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کو ایک درجہ پست کردے گا یہاں تک کہ اُس کو اَسفلُ السَّافلین (وہ مقام جہاں کافر اور بدکار لوگوں کی رُوحیں قید کی جاتی ہیں) میں ڈال دے گا۔" [106]

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے تواضع وانکساری کی اہمیت سے آگاہ کیجیے۔
۲. طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے تواضع اور انکساری اختیار کرنے کا ذہن دیجیے۔

یادرکھنے کی باتیں

- خُود کو دُوسروں سے چھوٹا اور کم تر سمجھ کر دُوسروں کی عزّت و تعظیم کرنے کو تواضع اور انکساری کہتے ہیں۔
- تواضع یعنی عاجزی وانکساری اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب بندوں کی ایک اعلیٰ صفت ہے۔
- جو اپنے مُسلمان بھائی کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے بُلندی عطا فرماتا ہے۔
- پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اپنے گھر والوں اور دیگر لوگوں کے ساتھ بہت زیادہ تواضع اور انکساری سے پیش آتے تھے۔
- تواضع اور انکساری اپنانے کے لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے ذاتی کام خُود اپنے ہاتھوں سے کریں۔

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ تواضُع وانکساری سے کیا مراد ہے؟

ب۔ تواضُع اور انکساری سے مُتعلّق سبق میں بیان کی گئی آیت مُبارکہ کا ترجمہ لکھیے۔

ج۔ حضرت سیّدنا عُمر بن عبد العزیز رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی تواضُع وانکساری کا واقعہ بیان کیجیے۔

د۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرتِ طیّبہ سے تواضُع اور انکساری کی چند مثالیں دیجیے۔

ہ۔ ہم اپنے اندر تواضُع اور انکساری کی عادت کس طرح پیدا کر سکتے ہیں؟

سوال نمبر ۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ جو اپنے مسلمان بھائی کے لیے ____________ اختیار کرتا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے بلندی عطا فرماتا ہے۔

ب۔ جو اپنے مسلمان بھائی پر بڑائی چاہتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے ____________ میں ڈال دیتا ہے۔

ج۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ گھر والوں اور دیگر لوگوں کے ساتھ بہت زیادہ ____________ سے پیش آتے۔

د۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اپنے کپڑے خود سی لیتے اور ____________ گانٹھ لیتے۔

ہ۔ تواضُع اور انکساری اپنانے کے لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے ذاتی کام خود اپنے ہاتھ سے ____________ دیں۔

سوال نمبر ۳: پیارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تواضع وانکساری پر مختصر نوٹ لکھیے۔

عدل واحسان

تدریسی مقاصد:
- طلبہ / طالبات کو عدل واحسان کے بارے میں آگاہی فراہم کرنا۔
- طلبہ / طالبات کو عدل واحسان کی اہمیت بتا کر اس کے مطابق عمل کرنے کا ذہن دینا۔

عدل کے معنی ہیں انصاف کرنا یعنی ہر حق دار کو اس کا پُورا پُورا حق دینا اور کسی پر ظلم نہ کرنا۔[107] جب کہ احسان کے معنی ہیں بھلائی کرنا، اچھّا سُلوک کرنا۔ عدل و احسان میں فرق یہ ہے کہ ظالم سے اُس کے ظلم کے برابر بدلہ لینا عدل ہے جب کہ بدلے کی طاقت کے باوجود دُشمن کو معاف کر دینا احسان ہے۔ مستحق کو اس کا پُورا پُورا حق دینا عدل ہے جب کہ مستحق کو اُس کے حق سے زیادہ دینا احسان ہے۔[108] قُرآن مجید میں اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ

بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم فرماتا ہے۔ (پارہ 14، سورۂ نحل، آیت 90)

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ٘ وَ لَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْاؕ اِعْدِلُوْا۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى٘

اے ایمان والو! انصاف کے ساتھ گواہی دیتے ہوئے اللہ کے حکم پر خُوب قائم ہو جاؤ اور تمھیں کسی قوم کی عداوت اس پر نہ اُبھارے کہ تم انصاف نہ کرو (بلکہ) انصاف کرو، یہ پرہیز گاری کے زیادہ قریب ہے۔ (پارہ 6، سورۂ مائدہ، آیت 8)

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا عدل واحسان

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تمام جہانوں میں سب سے بڑھ کر عدل اور احسان فرمانے والے ہیں۔ اسی لیے اعلانِ نبوّت سے پہلے اہلِ مکّہ اپنے مقدمات اور جھگڑوں کا فیصلہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے کروایا کرتے تھے اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے تمام فیصلوں کو انتہائی احترام کے ساتھ تسلیم کر لیتے تھے۔ جیسا کہ خانۂ کعبہ کی تعمیر کرتے وقت حجرِ اسود نصب کرنے کے لیے لوگ آپس میں جھگڑنے لگے۔ قریب تھا کہ آپس میں شدید لڑائی ٹھن جاتی لیکن پیارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے فیصلے نے اُن میں پھیلنے والے فساد کو پیار و محبّت میں بدل ڈالا۔ اعلانِ نبوّت کے بعد بھی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فیصلہ کرتے وقت اپنے یا بیگانے کا لحاظ کیے بغیر ہمیشہ عدل و انصاف پر مبنی فیصلہ فرمایا۔ ایک بار کسی یہودی اور ایک ایسے شخص کا مقدمہ حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں پیش ہوا جو خود کو مُسلمان ظاہر کرتا تھا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فریقین سے تمام معاملات سُننے کے بعد مذہب اور عقیدے کا لحاظ کیے بغیر عدل و انصاف کی بنا پر یہودی کے حق میں فیصلہ فرمادیا۔ یہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے عدل وانصاف کی بہترین مثال ہے۔

دینِ اسلام امیر و غریب، چھوٹے بڑے، شاہ و گدا اور مُسلم و کافر کے درمیان عدل و انصاف میں کوئی فرق نہیں کرتا۔ سابقہ قومیں اسی لیے تباہ و برباد ہوئیں کہ اُن کے ہاں عدل و انصاف اور سزا و جزا کے وقت امیر و غریب میں فرق کیا جاتا تھا۔ اگر کوئی غریب و مسکین، کمزور و ناتواں کسی غلطی کا ارتکاب کرتا تو اُسے سخت سے سخت سزا دی جاتی لیکن اگر یہی کام اُمرا اور شرفا کرتے تو اُنھیں کسی سزا کا سامنا کیے بغیر معاشرے میں عزت سے جینے کا حق حاصل ہوتا، یوں معاشرے میں بدعنوانیوں اور ظُلم و ستم کا سلسلہ جاری رہتا۔ امیر و غریب کی سزا و جزا کے تضاد کا یہ تصوّر نبیٔ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے زمانۂ اقدس تک لوگوں کے ذہنوں میں موجود تھا۔ حتیٰ کہ جب قبیلۂ قُریش کے خاندان بنی مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی تو قبیلے والے کہنے لگے کہ اگر ہمارے قبیلے کی اس عورت کا ہاتھ کاٹ ڈالا گیا تو یہ ہماری خاندانی شرافت پر بدنُما داغ ہوگا اور ہم لوگ تمام عرب کی نگاہوں میں ذلیل و خوار ہو جائیں گے۔ لہٰذا بارگاہِ رسالت میں سفارش پیش کی جائے کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اس کا ہاتھ نہ کاٹیں۔ مگر جب سفارش پیش کی گئی تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے انتہائی ناراضی کے عالم میں سفارشی سے فرمایا: "کیا تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مُقرّر کی ہوئی سزاؤں میں سے ایک سزا کے بارے میں (اللہ عَزَّوَجَلَّ کا قانون توڑنے کی) سفارش کرتے ہو"؟ پھر سب لوگوں کو مُخاطب کر کے ارشاد فرمایا: " اے لوگو! تم سے پہلے کے لوگ اس وجہ سے گُم راہ ہو گئے کہ جب اُن میں کوئی بااثر آدمی چوری کرتا تو اُسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اُس پر سزائیں قائم کرتے۔ خدا کی قسم! اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے گی تو میں اُس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالوں گا"۔ (بخاری) [109] نبیٔ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اس عدل و انصاف نے امیر اور غریب، اپنے اور بے گانے کے تفاوت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مٹا دیا۔

عزیز طلبہ! کسی معاشرے کا صحت مند بُنیادوں پر قائم ہونا عدل و انصاف پر منحصر ہے۔ کسی کی حق تلفی نہ ہو، ہر ایک کو اس کا پُورا حق ملے، قانون کے سامنے شاہ و گدا سب برابر ہوں یہ عدل کا تقاضا ضرور ہے لیکن معاشرے میں ہمدردی و محبّت کی فضا پیدا کرنے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ ہر فرد دوسرے کے ساتھ برتاؤ کرنے میں احسان کو بھی پیشِ نظر رکھے، یعنی اُس کو حق سے زیادہ بھی دے اور اگر اُس سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو عفو و درگزر کے ذریعے اس کے ساتھ احسان بھی کرے۔ [110] اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

بُرائی کو بھلائی کے ساتھ دُور کر دو تو تمھارے اور جس شخص کے درمیان دُشمنی ہو گی تو اُس وقت وہ ایسا ہو جائے گا کہ جیسے وہ گہرا دوست ہے۔
(پارہ24، سورۂ حٰم سجدہ، آیت 34)

پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی زندگی اس آیتِ مُبارکہ کا عملی نمونہ ہے۔ قریشِ مکّہ نے اعلانِ نبوّت کے بعد آپ کو جس قدر اذیّت پہنچائی اس کی مثال شاید ہی کہیں ملے، مگر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے نہ صرف یہ کہ اُن سے بدلہ لینے کے بجائے اُنھیں معاف فرمادیا بلکہ اُنھیں اپنی رحمت و شفقت سے بھی خُوب نوازا۔ وہ راستے میں کانٹے بچھاتے، گالی گلوچ کرتے، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر پتھر برساتے، آپ کا راستہ روکتے مگر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اُن کے حق میں دعا ہی فرماتے رہتے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اسی بندہ نوازی نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اُن جانی دشمنوں کو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر جان نچھاور کرنے والا غلام بنادیا۔

عزیز طلبہ! اگر کوئی ہمارے ساتھ برائی کرے تو ہمیں صبر و تحمّل کا مظاہرہ کرتے ہوئے اُسے مُعاف کردینا چاہیے اور اگر کوئی بھلائی کرے تو ہمیں اُس کے ساتھ اُس سے بڑھ کر بھلائی کرنی چاہیے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو کم از کم انصاف کا دامن ہرگز نہیں چھوڑنا چاہیے۔ ہر ایک کے ساتھ عدل سے کام لینا چاہیے۔ کسی کے ساتھ زیادتی نہیں کرنی چاہیے۔ اس طرح معاشرے سے نہ صرف بُغض و حسد کی آگ بجھے گی بلکہ پیار و محبّت کی ایسی فضا قائم ہو گی جس سے معاشرے میں ہر طرف امن و امان قائم ہو جائے گا۔

یاد رکھنے کی باتیں

- عدل کا معنٰی ہے انصاف کرنا یعنی ہر حق دار کو اس کا پُورا پُورا حق دینا اور کسی پر ظلم نہ کرنا۔
- احسان کا معنٰی ہے بھلائی کرنا، اچّھا سُلوک کرنا، مستحق کو حق سے زیادہ دینا۔
- آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تمام جہانوں میں سب سے بڑھ کر عدل اور احسان فرمانے والے ہیں۔
- اہلِ مکّہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے تمام فیصلوں کو انتہائی احترام کے ساتھ تسلیم کرلیتے تھے۔
- اگر کوئی ہمارے ساتھ بھلائی کرے تو ہمیں اُس کے ساتھ اُس سے بڑھ کر بھلائی کرنی چاہیے۔

رہنمائے اساتذہ

١. طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے معاشرے میں عدل و احسان کے تقاضوں سے رُوشناس کروائیے۔
٢. طلبہ / طالبات کو سیرتِ طیّبہ سے عدل اور احسان کے واقعات سُنا کر دوسروں کے ساتھ احسان کرنے کا ذہن دیجیے۔ اس کے لیے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب سیرتِ رسولِ عربی، صفحہ 364 تا 368 سے مدد لیجیے۔

مشق

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ عدل و احسان سے کیا مُراد ہے؟ ان کے درمیان فرق بیان کیجیے۔

ب۔ عدل سے متعلق حُضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرت سے کوئی ایک واقعہ تحریر کیجیے۔

ج۔ حُضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے احسان کی کوئی ایک مثال لکھیے۔

د۔ عدل سے متعلق سبق میں بیان کی گئی آیتِ مُبارکہ کا ترجمہ تحریر کیجیے۔

ہ۔ معاشرے میں عدل و احسان کی وجہ سے کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں؟

سوال نمبر ۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ عدل کا معنی ____________ ہیں۔

ب۔ کسی معاشرے کا صحّت مند بنیادوں پر قائم ہونا ____________ پر منحصر ہے۔

ج۔ اگر کوئی ____________ کرے تو اُس کے ساتھ اُس سے بڑھ کر بھلائی کیجیے۔

د۔ حُضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سب سے بڑھ کر عدل اور ____________ فرمانے والے ہیں۔

ہ۔ ہر ایک کے ساتھ عدل سے کام لیجیے، کسی کے ساتھ ____________ نہ ہونے دیجیے۔

کسبِ حلال

تدریسی مقاصد:
- طلبہ / طالبات کو کسبِ حلال کا مفہوم سمجھانا۔
- طلبہ / طالبات کے سامنے دُنیا و آخرت میں دیانت داری کے فوائد و ثمرات بیان کرنا۔
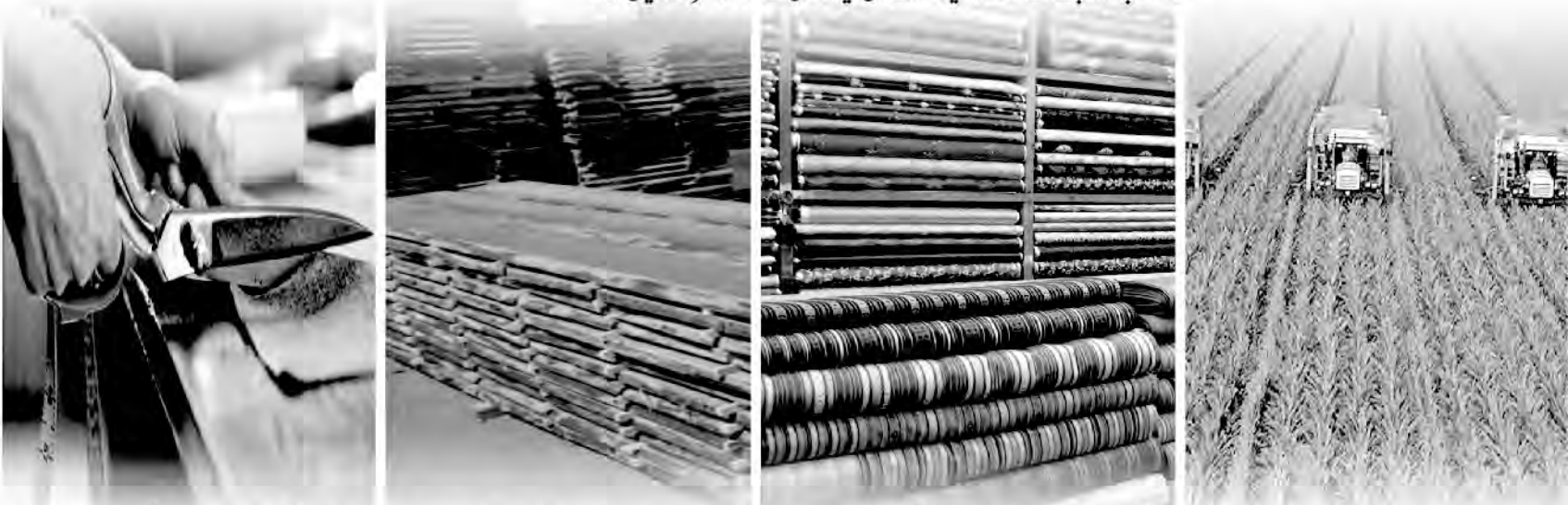
انسان کو ضروریاتِ زندگی پورا کرنے اور اپنی زندگی کو سہل بنانے کے لیے طعام، لباس اور مکان کے علاوہ بہت سی چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ ان چیزوں کے حصول کے لیے اسے کوئی نہ کوئی کسب یعنی ذریعۂ معاش اختیار کرنا پڑتا ہے۔ یہ ذریعۂ معاش اسلامی اصولوں کے مطابق ہو تو ایسی کمائی حلال، پاکیزہ اور بابرکت ہوتی ہے۔ حلال و طیب کمائی سے خیالات میں پاکیزگی، دل میں نرمی، عبادات میں خشوع و خضوع، دعاؤں میں قبولیت اور زبان میں تاثیر پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس حرام کمائی سے دل سیاہ اور سخت ہو جاتا ہے۔ نیک اعمال کی توفیق نہیں ملتی نیز حرام کمائی دنیا میں بے برکتی، اعمال کی قبولیت میں رکاوٹ اور آخرت میں بربادی کا باعث بھی ہے۔

کسبِ حلال کی اہمیت

اسلام میں کسبِ حلال پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ چنانچہ قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَآاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ

اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھا کام کرو۔ (پارہ 18، سورۂ مؤمنون، آیت 51)

ایک اور مقام پر مُسلمانوں سے فرمایا گیا کہ :

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ

جو پاکیزہ رزق ہم نے تُمھیں دیا ہے اُس میں سے کھاؤ۔ (پارہ 16، سورۂ طٰہٰ، آیت 81)

حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ارشاد فرماتے ہیں :
”حلال کمائی کی تلاش بھی فرائض کے بعد ایک فریضہ ہے۔“ [111]

اسی لیے کم از کم اس قدر کمانا کہ اپنے لیے ، اپنے اہل خانہ اور جن افراد کی کفالت اُس کے ذمہ ہے ان کے لیے کافی ہو یہ فرض ہے۔ [112]

انبیائے کرام عَلَیْهِمُ السَّلَام کے مبارک پیشے

اپنی اور اپنے اہل خانہ کی ضروریات پوری کرنے کے لیے حلال ذرائع سے روزی کمانا بلکہ اپنے ہاتھ سے کمانا انبیائے کرام عَلَیْهِمُ السَّلَام کی سنّت ہے۔ چنانچہ حضرت سیّدنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام کھیتی باڑی کیا کرتے ، حضرت سیّدنا ادریس عَلَیْہِ السَّلَام درزی کا کام کرتے ، حضرت سیّدنا نوح عَلَیْہِ السَّلَام بڑھئی کا کام کرتے ، حضرت سیّدنا داؤد عَلَیْہِ السَّلَام زرہ بنایا کرتے اور حضرت سیّدنا ہود عَلَیْہِ السَّلَام اور ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تجارت کیا کرتے تھے۔ [113]

حضورِ اکرم نورِ مجسّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ارشاد فرماتے ہیں: ” اُس کھانے سے بہتر کوئی کھانا نہیں جس کو کسی نے اپنے ہاتھوں سے کام کرکے حاصل کیا ہو اور بے شک اللہ کے نبی داؤد عَلَیْہِ السَّلَام اپنی دستکاری (ہاتھ کی کمائی) سے کھاتے تھے۔ (بخاری) [114]

کسبِ حلال کی فضیلت

رزق حلال کی تلاش میں نکلنے والا راہ خدا میں نکلنے والے کی طرح ہے ، چنانچہ مروی ہے کہ حضورِ اکرم نورِ مجسّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ایک روز صحابۂ کرام عَلَیْهِمُ الرِّضْوَان کے ساتھ تشریف فرما تھے ۔ اتنے میں ایک نوجوان قریب سے گزرا۔ صحابۂ کرام عَلَیْهِمُ الرِّضْوَان نے ایک طاقتور اور مضبوط جسم والے نوجوان کو دیکھا تو کہا: ”کاش! اس کی جوانی اور طاقت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں خرچ ہوتی۔ “ اس پر رحمتِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”اگر یہ شخص اپنے چھوٹے بچوں کے لیے رزق کی تلاش میں نکلا ہے تو یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کی راہ میں ہے اور اگر یہ شخص اپنے بوڑھے والدین کے لیے رزق کی تلاش میں نکلا ہے تو بھی یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں ہے اور اگر یہ خود کو (لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے یا حرام کھانے سے) بچانے کے لیے رزق کی تلاش میں نکلا ہے تو بھی یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں ہے البتہ اگر یہ دکھاوے اور تفاخُر (فخر) کے لیے نکلا ہے تو یہ شیطان کی راہ میں ہے۔“ [115]

جو شخص تجارت میں سچّائی سے کام لے ، زیادہ قسمیں نہ کھائے ، ناپ تول میں کمی نہ کرے ، مال میں ملاوٹ سے بچے اور اگر مال میں کوئی عیب ہو تو ظاہر کردے وہ بڑا ہی خوش نصیب ہے۔ حدیثِ مُبارکہ میں ایسے تاجر کے بارے میں فرمایا گیا کہ: ”سچّا اور دیانتدار تاجر قیامت کے دن انبیاء، صدّیقین اور شُہداء کے ساتھ ہوگا۔ [116] ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ ”سچّا تاجر قیامت کے دن عرش کے سائے میں ہوگا۔“ [117]

اگرچہ تجارت بہت عمدہ اور نفیس کام ہے مگر بعض تاجر خرید و فروخت کے دوران جھوٹ بولتے بلکہ بسا اوقات جھوٹی قسمیں بھی کھا لیتے ہیں چنانچہ حُضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ارشاد فرماتے ہیں: ”خرید و فروخت کرنے والے جب تک سودا مکمل نہ کرلیں اُنھیں اختیار ہے۔ اگر وہ

سودا کرتے ہوئے سچ بولیں اور سچ بیان کریں تو اُن کے سودے میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور اگر وہ چُھپائیں اور جُھوٹ بولیں تو شاید وہ کُچھ نفع کما ہی لیں مگر اپنے سودے کی برکت ختم کر بیٹھیں گے کیونکہ جھوٹی قسم سودا تو بکوا دیتی ہے مگر برکت ختم کر دیتی ہے۔" [118]

مال حرام کی وعیدیں

مال و دولت کی حرص کی وجہ سے انسان حلال و حرام کی تمیز بھلا بیٹھتا ہے۔ یاد رکھیے جھوٹ، بددیانتی، ذخیرہ اندوزی، ملاوٹ، دھوکہ اور فریب وغیرہ کے ذریعے روزی کمانا حرام اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔ قیامت کے دن ایسا شخص سخت عذابِ الٰہی میں گرفتار ہوگا۔ مالِ حرام کی وعید بیان کرتے ہوئے حُضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: " اس ذات پاک کی قسم ! جس کے دست قدرت میں محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی جان ہے بے شک بندہ جب حرام کا ایک لقمہ اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے تو چالیس دن تک اُس کا کوئی عمل قبول نہیں کیا جاتا اور جس کا گوشت حرام سے پلا بڑھا ہو جہنّم کی آگ اس کی زیادہ حقدار ہے۔" [119]

مالِ حرام کمانے والے شخص کے رزق میں برکت نہیں ہوتی نیز اُس کی عبادات، صدقہ و خیرات اور دُعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ چنانچہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ارشاد فرماتے ہیں: "جو کوئی ناجائز ذرائع سے مال کمائے گا اور اُس میں سے خرچ کرے گا تو اسے برکت نہیں دی جائے گی۔ اگر اُس میں سے خیرات کرے گا تو وہ قبول نہیں ہوگی۔ جو اُس میں سے بچ جائے گا وہ اُس کے جہنّم کی طرف سفر کا زادِ راہ ہوگا۔" [120]

عزیز طلبہ ! ہمیں چاہیے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اُس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تعلیمات کے مطابق رزق حلال کے حصول کی کوشش کریں اور حرام کمائی سے بچتے رہیں تاکہ ہمارا رب عَزَّوَجَلَّ بھی ہم سے راضی رہے اور ہماری عبادات، صدقہ و خیرات اور دُعائیں بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں قبول ہوں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

حُضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تُم تجارت کیا کرو کہ رزق کے 10 حصّوں میں سے 9 حصّے تجارت میں ہیں۔ [121]

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے دیانت داری کا مفہوم بتا کر کسبِ حلال کمانے اور کھانے کا ذہن دیجیے۔
۲. طلبہ / طالبات کو دیانت داری کے فوائد و ثمرات بتا کر اسے اپنانے کا ذہن دیجیے۔

یادرکھنے کی باتیں

- سچّا تاجر قیامت کے دن عرش کے سائے میں ہو گا۔
- جھوٹی قسم سوداتو بکوادیتی ہے مگر برکت ختم کر دیتی ہے۔
- بے شک بندہ جب حرام کا ایک لقمہ اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے تو چالیس دن تک اس کا کوئی عمل قبول نہیں کیا جاتا۔
- جھوٹ، بد دیانتی، ذخیرہ اندوزی، ملاوٹ، دھوکہ اور فریب وغیرہ کے ذریعے روزی کمانا حرام اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔
- مال حرام کمانے والے کی عبادات، صدقہ وخیرات اور دُعائیں قبول نہیں ہوتیں۔

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ اعمال کی قبولیت میں کیا چیز رکاوٹ بن سکتی ہے؟

ب۔ تجارت میں جھوٹی قسم کھانے کے متعلق حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

ج۔ احادیث مبارکہ میں سچے اور دیانتدار تاجر کے بارے میں کیا فرمایا گیا ہے؟

د۔ مالِ حرام کمانے والوں کے بارے میں کیا وعید بیان کی گئی ہے؟ سبق کی مدد سے کوئی ایک حدیث پاک تحریر کیجیے۔

سوال نمبر ۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ سچّا تاجر قیامت کے دن ____________ کے سائے میں ہو گا۔

ب۔ ذریعۂ معاش اسلامی اصولوں کے مطابق ہو تو ایسی کمائی حلال، ____________ اور بابرکت ہوتی ہے۔

ج۔ بے شک بندہ جب حرام کا ایک لقمہ اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے تو ____________ تک اس کا کوئی عمل قبول نہیں کیا جاتا۔

د۔ مالِ ودولت کی حرص کی وجہ سے انسان ____________ کی تمیز بھلا بیٹھتا ہے۔

ہ۔ مالِ حرام کمانے والے شخص کے رزق میں برکت نہیں ہوتی نیز اس کی عبادات، ____________ اور دُعائیں قبول نہیں ہوتیں۔

سفر کی سُنّتیں و آداب

تدریسی مقاصد:
- طلبہ / طالبات کو سفر کی سنّتیں اور آداب سکھانا۔
- طلبہ / طالبات کو مختلف دعائیں یاد کروانا۔

لوگوں کو اکثر و بیشتر سفر کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے، یہ سفر ذاتی بھی ہوتا ہے اور کاروباری بھی، بعض لوگ حُصولِ علم کے لیے سفر کرتے ہیں، بعض طلبِ معاش کے لیے اور بعض خوش نصیبوں کو مکّے اور مدینے کا سفر بھی نصیب ہوتا ہے۔ ہمیں کوشش کرکے سفر کی کچھ نہ کچھ سُنّتیں اورآداب سیکھ لینے چاہییں تاکہ ان پر عمل کرکے ہم اپنے سفر کو آسان اور حُصولِ ثواب کا ذریعہ بنا سکیں۔

سفر کے آداب

- سفر شروع کرنے سے پہلے ضروریات سفر مثلاً کپڑے، کھانے پینے کا کچھ سامان، ضروری دوائیں اور حسبِ ضرورت رقم بھی لے لینی چاہیے تاکہ سفر میں کسی بھی قسم کی آزمائش نہ ہو۔
- سفر میں قینچی، آئینہ، تیل کی شیشی، سُرمہ دانی، کنگھا اور مسواک شریف ساتھ رکھنا سُنّتِ مبارکہ ہے۔ [122]
- یہ بات ذہن میں رہے کہ دورانِ سفر جتنا کم سامان ہوگا اتنا ہی آرام رہے گا۔
- گھر سے روانہ ہوتے وقت گھر میں موجود افراد سے اپنی غلطیاں مُعاف کرواکر اُن سے دُعا کی درخواست کرنی چاہیے کیونکہ دُوسروں کی دُعائیں قُبول ہونے کی زیادہ اُمید ہے۔
- سفر شروع کرنے سے پہلے والدین سے اجازت حاصل کرلیجیے۔
- ممکن ہو تو جُمعرات کو سفر کی ابتداء کیجیے کہ یہ سُنّت ہے۔ [123]

- سفر کے لیے روانہ ہوتے وقت اگر مکروہ وقت نہ ہو تو اپنے گھر میں چار رکعت نفل نمازِ سفر اَلْحَمْد شریف اور چاروں قُل کے ساتھ پڑھ لیجیے کہ واپسی تک یہ رکعتیں اہل خانہ اور مال کی نگہبانی کریں گی۔
- جو خوش نصیب گھر سے نکلتے وقت گھر سے باہر جانے کی دُعا پڑھ لیتا ہے تو وہ گھر لوٹنے تک ہر بلا و آفت سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ (ابن ماجہ) [124]
- گھر سے باہر جاتے وقت کی دُعا یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نام سے، میں نے اللہ پر بھروسہ کیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بغیر نہ گناہوں سے بچنے کی قوّت ہے اور نہ نیکیاں کرنے کی طاقت ہے۔

ساتھ ہی یہ کلمات بھی پڑھ لیجیے :

اَسْتَوْدِعُكَ اللّٰهَ الَّذِىْ لَا يُضِيْعُ وَدَائِعَهٗ

میں تم کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حوالے کرتا ہوں جو سونپی ہوئی امانتوں کو ضائع نہیں کرتا۔ (ابن ماجہ) [125]

- جب ٹرین یا بس وغیرہ میں سُوار ہوں تو پہلے بِسْمِ الله ، اَللّٰهُ اَكْبَر اور سُبْحَانَ الله تین تین بار اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا الله ایک بار کہیے اور پھر یہ پڑھ لیجیے۔

سُبْحٰنَ الَّذِىْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۴﴾

پاک ہے وہ جس نے اس سواری کو ہمارے قابو میں کر دیا اور ہم اسے قابو کرنے کی طاقت نہ رکھتے تھے۔ اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف ہی پلٹنے والے ہیں۔ (پارہ25، سورۂ زخرف، آیت 13-14)

- دورانِ سفر ذکر و دُرُود میں مشغول رہنا چاہیے اِنْ شَآءَ الله عَزَّوَجَلَّ فرشتہ راستے بھر حفاظت کرے گا۔ اگر خُدا نخواستہ گانے باجے سُنتے رہے یا فُضول ٹھٹّھا مذاق کرتے رہے تو شیطان شریکِ سفر ہو گا جیسا کہ پیارے آقا صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "جو شخص سفر کے دوران اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف توجّہ رکھے اور اُس کے ذکر میں مشغول رہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کے لیے ایک فرشتہ مُحافظ مُقرّر کر دیتا ہے، اور فُضول باتوں اور بے ہودہ شعر و شاعری میں مصروف رہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کے پیچھے ایک شیطان لگا دیتا ہے۔" [126]
- دورانِ سفر نمازوں کی پابندی کا اہتمام بھی ضروری ہے۔
- دورانِ سفر راستے کے حُقُوق کا بھی لحاظ رکھنا چاہیے۔ کسی دوسرے مُسافر یا راہ گیر کو تکلیف نہیں پہنچانی چاہیے۔ ہر آنے جانے والے مسلمان کو سلام کرنا چاہیے نیز اپنے ہم سفروں کو نیکی کی دعوت دینے اور بُری باتوں سے روکنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔
- دوران سفر دُعا سے بھی ہر گز غفلت نہ کی جائے کہ مُسافر جب تک سفر میں ہے اُس کی دُعا قبول ہوتی ہے بلکہ جب تک گھر نہیں پہنچتا اُس وقت

تک دُعا مقبول ہے حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "تین قسم کی دُعائیں مُستجاب (مقبول) ہیں۔ اُن کی قُبولیت میں کوئی شک نہیں۔ مظلوم کی دُعا، مسافر کی دُعا، باپ کی اپنے بیٹے کے لیے دُعا"۔(ترمذی) [127]

- دورانِ سفر راستے کے حُقُوق کا بھی لحاظ رکھنا چاہیے۔ کسی دوسرے مُسافر یا راہ گیر کو تکلیف نہیں پہنچانی چاہیے۔ ہر آنے جانے والے مُسلمان کو سلام کرنا چاہیے نیز اپنے ہم سفروں کو نیکی کی دعوت دینے اور بُری باتوں سے روکنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔
- سفر سے واپسی پر گھر والوں کے لیے کچھ نہ کچھ تحفہ لانا سُنّتِ مُبارکہ ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: "جب سفر سے کوئی واپس آئے تو گھر والوں کے لیے کچھ نہ کچھ تحفہ لائے، اگرچہ اپنی جھولی میں پتھر ہی ڈال لائے۔" [128]
- واپسی پر اپنی مسجد میں دو رکعت نفل پڑھنا سُنّتِ مُبارکہ ہے۔ حضور سیّدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور وہاں بیٹھنے سے پہلے دو رکعت (نماز نفل) ادا فرماتے۔(بخاری) [129]
- عورت کو بغیر شوہر یا محرم کے تین دن کی مسافت (یعنی 92 کلومیٹر) یا زیادہ کا سفر کرنا جائز نہیں ہے۔

یاد رکھنے کی باتیں

- جو خوش نصیب گھر سے نکلتے وقت گھر سے باہر جانے کی دُعا پڑھ لیتا ہے تو وہ گھر لوٹنے تک ہر بلا و آفت سے محفوظ ہو جاتا ہے۔
- گھر سے روانہ ہوتے وقت گھر میں موجود افراد سے اپنی غلطیاں مُعاف کروا کر اُن سے دُعا کی درخواست کرنی چاہیے۔
- دورانِ سفر ذکر و درود میں مشغول رہنا چاہیے اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فرشتہ راستے بھر حفاظت کرے گا۔
- حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تین قسم کی دُعائیں مستجاب (مقبول) ہیں۔ مظلوم کی دُعا، مسافر کی دُعا اور باپ کی اپنے بیٹے کے لیے دُعا۔
- سفر سے واپسی پر گھر والوں کے لیے کچھ نہ کچھ تحفہ لانا سُنّتِ مُبارکہ ہے۔

رہنمائے اساتذہ

١. طلبہ / طالبات کو سفر کی سُنّتیں اور آداب اچھی طرح سمجھائیے۔

٢. طلبہ / طالبات کو بتائیے کہ جو شخص تقریباً 92 کلومیٹر کی دُوری کے سفر کا ارادہ کر کے گھر سے نکلا اور اپنی بستی سے باہر چلا گیا وہ شرعی مُسافر ہے۔ مُسافر پر واجب ہے کہ قصر کرے یعنی ظہر، عصر اور عشاء کے چار فرض کی جگہ دو فرض ادا کرے۔ مُسافر جب تک کسی جگہ پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت نہ کرے یا اپنے وطن اصلی میں نہ پہنچ جائے قصر کرتا رہے گا۔ مسافر کی نماز سے متعلق احکام جاننے کے لیے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ رسالے "مسافر کی نماز" مطالعہ کرنے کا ذہن دیجیے۔

مدنی پھول

جو علم کی طلب میں کوئی راستہ طے کرے تو اُس کی برکت سے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس پر جنّت کا راستہ آسان فرما دے گا۔ (مسلم) [130]

سوال نمبر ا: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ سفر کو کس طرح ثواب کا ذریعہ بنایا جاسکتا ہے ؟

ب۔ سفر کے دوران ذکر و دُرود پڑھنے سے کیا ہوتا ہے ؟

ج۔ سفر کرنے کے چند آداب تحریر کیجیے۔

د۔ دوران سفر کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے ؟

ہ۔ کون سی تین قسم کی دعائیں مقبول ہیں ؟

سوال نمبر ۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ جمعرات کو سفر کی ابتدا کرنا ____________ ہے۔

ب۔ مُسافر جب تک سفر میں ہے اُس کی ____________ قبول ہوتی ہے۔

ج۔ سفر سے واپسی پر اپنی مسجد میں دو رکعت ____________ پڑھنا سُنّت ہے۔

د۔ دورانِ سفر گانے باجے سُننے اور فضول ٹھٹھا مذاق کرنے سے ____________ شریکِ سفر ہو جاتا ہے۔

ہ۔ سفر کے دوران کسی دوسرے مسافر یا راہ گیر کو ____________ نہیں پہنچانی چاہیے۔

سرگرمی

سواری پر سوار ہوتے وقت کی دُعا زبانی یاد کیجیے۔ اور وقتِ ضرورت پڑھنے کی عادت بنائیے۔

باب ششم

مشاہیر اسلام

حضرت سیّدتنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا

تدریسی مقاصد:
- طلبہ / طالبات کے سامنے حضرت سیّدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی سیرت بیان کرنا۔
- طلبہ / طالبات کو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی شان و عظمت اور علمی مقام کے بارے میں آگاہی فراہم کرنا۔

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا حضرت سیّدنا ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی صاحبزادی ہیں۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا نام عائشہ، لقب صدّیقہ اور کنیت اپنے بھانجے عبد اللہ بن زبیر کی نسبت سے اُمّ عبد اللہ ہے۔ [131] آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی والدہ کا نام اُمّ رومان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا ہے۔ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا نکاح ہجرت سے تین سال قبل مکہ مکرمہ میں ہوا تھا اور رُخصتی ہجرت کے بعد مدینہ منوّرہ میں شوال المکرّم سن 2 ہجری میں ہوئی۔ حضرت سیّدتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اُمّہات المؤمنین میں سب سے زیادہ محبوب تھیں۔ [132]

ایک دن حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنی پیاری بیٹی حضرت سیّدتُنا فاطمہ زہرا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے فرمایا: ”اے فاطمہ! (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) جس سے میں محبت کرتا ہوں کیا تم بھی اُس سے محبت کرو گی؟“ سیّدتُنا فاطمہ زہرا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے عرض کی: ”جی ہاں یا رسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ضرور میں بھی اُس سے محبت کروں گی۔“ اس پر حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”تو عائشہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) سے محبت کرو۔“ [133]

حضرت سیّدتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا بچپن ہی سے بے حد ذہین تھیں۔ ایک مرتبہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے اپنی گڑیاں پردہ ڈال کر گھر کے ایک دریچے میں رکھی ہوئی تھیں کہ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا وہاں سے گزر ہوا۔ اُن گڑیوں میں دو پروں والا ایک گھوڑا بھی تھا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت سیّدتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے فرمایا ”اے عائشہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کیا گھوڑوں کے بھی پر ہوتے ہیں؟“ اس پر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے ذہانت سے بھرپور جواب دیا: ”جی ہاں! حضرت سیّدنا سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام کے گھوڑے کے بھی تو دو پر تھے۔“ یہ سُن کر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مُسکرانے لگے۔ [134] آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے گھر میں اگرچہ خادمہ موجود تھی لیکن پھر بھی اکثر گھر کے کام کاج اپنے ہاتھ سے کیا کرتی تھیں۔ گھر میں اگر کوئی مہمان آجاتا تو خُوش دلی سے اُس کی مہمان نوازی فرمایا کرتیں۔ [135]

جنت البقیع میں حضرت سیّدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے مزارِ مُبارک کی یادگار تصویر

شان و عظمت

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مقام بہت ہی بُلند و بالا ہے۔حضورِ اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:"ایک مرتبہ میرے پاس جبرائیل (علیہ السلام) آئے اور یہ پیغام سُنایا کہ اللہ عزَّوجلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا نکاح عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمادیا ہے اور ان کے پاس عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک تصویر بھی تھی۔"[136] ایک اور موقع پر حضور اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت سیّدتُنا عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشادفرمایا:"اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) یہ جبرائیل ہیں (علیہ السلام) تمھیں سلام کہہ رہے ہیں" تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب میں فرمایا: "وَعَلَیْہِ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ" (یعنی اُن پر بھی سلام ہو اور اللہ عزَّوجلَّ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔)[137]

خصوصیات

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو چند ایسی فضیلتیں حاصل ہیں جو دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہنَّ میں سے کسی کو حاصل نہ ہوسکیں۔خود آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:(i)میرے سوا ازواجِ مطہرات میں سے کسی کو بھی یہ فضیلت حاصل نہیں کہ اس کے ماں باپ دونوں مہاجر ہوں۔(ii) اللہ عزَّوجلَّ نے قرآن مجید میں میری براَت اور پاک دامنی کا فیصلہ نازل فرمایا۔(iii)حضورِ اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نمازِ تہجد پڑھتے تھے اور میں آپ کے آگے سوئی رہتی تھی۔ اُمّہات المؤمنین میں سے کوئی بھی حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اس کریمانہ محبت سے سرفراز نہیں ہوئی۔(iv) حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میرے بستر پر ہوتے اور آپ پر خدا کی وحی نازل ہوا کرتی تھی یہ وہ اعزازِ خداوندی ہے جو میرے سوا حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی کسی زوجہ مطہرہ کو حاصل نہیں ہوا۔(v)حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا وصال مبارک میری گود میں ہوا۔ (vi)حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے میرے گھر میں وصال فرمایا۔(vii)حضورِ اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی قبر انور خاص میرے گھر میں بنی۔[138]

علمی مقام

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا علم و فضل میں اپنی مثال آپ تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہترین عالمہ اور زبردست فقیہہ تھیں۔ اکثر صحابۂ کرام علیہم الرضوان اپنے مسائل کا حل پُوچھنے کے لیے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پردے میں رہتے ہوئے اُن مسائل کا حل ارشاد فرمایا کرتی تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قُرآن و حدیث اور فقہ و تاریخ پر بہت زیادہ عُبور حاصل تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کردہ احادیث کی تعداد دوہزار دو سو دس(2210) ہے، جنھیں امام بخاری، امام مسلم اور دیگر کئی محدّثین نے نقل کیا ہے۔[139] اس کے علاوہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا علمِ طب اور شاعری پر بھی دسترس رکھتی تھیں۔[140]

زہد و تقویٰ

حضرت سیّدتُنا عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت زیادہ عبادت گزار، مُتّقی اور پرہیز گار تھیں۔ فرض نمازوں کے علاوہ سُنّتیں اور نوافل بھی کثرت سے پڑھتی تھیں۔ روزانہ بلاناغہ تہجّد اور چاشت کی نماز ادا فرماتیں اور کثرت سے روزے رکھتیں۔[141] آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت زیادہ سخی، رحمدل اور محتاجوں کی مدد کرنے والی تھیں۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کہیں سے ایک لاکھ درہم بھیجے گئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اُسی وقت

سب درہم ضرورت مند اور محتاج لوگوں میں تقسیم کر دیے ایک درہم بھی اپنے لیے نہیں رکھا۔ اُس دن آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا خود روزہ دار تھیں۔ اُمِّ درداء رضی اللہ تعالٰی عنہا بیان فرماتی ہیں میں نے عرض کی: "افطاری کے لیے ایک درہم تو بچالیا ہوتا" تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے فرمایا: "پہلے ہی یاد دلایا ہوتا۔" [142]

17 رمضانُ المبارک سن 57 ہجری کو 66 برس کی عمر میں آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا وصال ہوا۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی نمازِ جنازہ حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے پڑھائی۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی وصیّت کے مطابق رات کے وقت آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا کو مدینۂ منورہ کے قبرستان جنّت البقیع میں دفن کیا گیا۔ [143]

یاد رکھنے کی باتیں

- امّ المومنین حضرت سیّدتُنا عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا نام عائشہ، لقب صدّیقہ اور کنیت اُمِّ عبد اللہ ہے۔
- آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا حضرت سیّدنا ابو بکر صدّیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کی صاحبزادی ہیں۔
- آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی احادیثِ مُبارکہ کی تعداد دو ہزار دو سو دس (2210) ہے۔
- حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے حضرت سیّدتُنا عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا نکاح ہجرت سے چند سال قبل مکّۂ مکرمہ میں ہوا تھا۔
- آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اپنی ازواجِ مطہرات میں سب سے زیادہ محبوب تھیں۔
- حضرت سیّدتُنا عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا مزار جنّت البقیع میں ہے۔

مدنی پھول

حضرت سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: "یا رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! آپ کے نزدیک سب سے پیارا انسان کون ہے؟" فرمایا: "عائشہ" (رضی اللہ تعالٰی عنہا)۔ میں نے پھر پوچھا: "اور مردوں میں سے؟" فرمایا: "اُن کے والد" (یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ)۔ (ترمذی) [144]

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے حضرت سیّدتُنا عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی سیرت کے مختلف گوشوں سے آگاہی فراہم کیجیے۔
۲. طلبہ / طالبات کے سامنے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا علمی مقام وفضیلت بتا کر علمِ دین حاصل کرنے کا ذہن دیجیے۔
۳. طلبہ / طالبات کو حضرت سیّدتُنا عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی سیرتِ مبارکہ سے روشناس ہونے کے لیے مکتبۃ المدینہ کی کتاب "فیضانِ عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا" کے مطالعے کا ذہن دیجیے اور خود بھی مطالعہ فرما کر طلبہ / طالبات کو مدنی پھول عطا کیجیے۔

سوال نمبر ا: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ حضرت سیّدتُنا عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ذہانت کا واقعہ تحریر کیجیے۔

ب۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیگر امّہات المؤمنین کے مقابلے میں کیا فضیلتیں حاصل ہیں؟

ج۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا علمی مقام بیان کیجیے۔

د۔ حضرت سیّدتُنا عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زہد و تقویٰ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

ہ۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی احادیثِ مُبارکہ کی تعداد بیان کیجیے۔

سوال نمبر ۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ حضرت سیّدتُنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب صدّیقہ اور کُنیت __________ ہے۔

ب۔ حضرت سیّدتُنا عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیارے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اُمّہات المؤمنین میں بہت زیادہ __________ تھیں۔

ج۔ حضور اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے حضرت سیّدتُنا عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح __________ سے چند سال قبل مکہ مکرمہ میں ہوا تھا۔

د۔ حضرت سیّدتُنا عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قُرآن و حدیث اور __________ پر بہت زیادہ عُبور حاصل تھا۔

ہ۔ 17 رمضانُ المبارک سن 57 ہجری کو __________ برس کی عمر میں حضرت سیّدتُنا عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا۔

و۔ حضرت سیّدتُنا عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نماز جنازہ __________ نے پڑھائی۔

حضرت سیّدنا امام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

تدریسی مقاصد:
- طلبہ / طالبات کے سامنے حضرت سیّدنا امام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا مختصر تعارف اور اجمالی سیرت بیان کرنا۔
- طلبہ / طالبات کو فقہ حنفی سے متعارف کروانا۔

حضرت سیّدنا امام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا نام نعمان آپ کے والد گرامی کا نام ثابت، آپ کی کنیت ابو حنیفہ اور لقب امام اعظم ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سن 70 ہجری میں کُوفہ میں پیدا ہوئے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ تابعی بزرگ ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت سیّدنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور دیگر صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی زیارت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔[145]

حضرت سیّدنا امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ایک دن بازار جا رہے تھے کہ کوفہ کے مشہور عالم، امام شعبی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے ملاقات ہوگئی۔ انھوں نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے پوچھا بیٹا کیا کام کرتے ہو؟ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے عرض کی: "کاروبار کرتا ہوں۔" اُنھوں نے فرمایا: "تم عُلماء کی مجلس میں بیٹھا کرو مجھے تمھاری پیشانی پر علم و فضل اور دانشمندی کے آثار نظر آرہے ہیں۔" اُن کے ارشاد پر عمل کرتے ہوئے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے علمِ دین کے حُصول کا راستہ اختیار کیا۔[146]

حصولِ علم

کوفہ کی سب سے بڑی درس گاہ، مشہور فقیہ و عالم حضرت سیّدنا حمّاد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی تھی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ابتدائی تعلیم اُن ہی سے حاصل کی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ انتہائی ذہین تھے، اپنے اُستاد کی گفتگو سُن کر سبق مکمل یاد کر لیا کرتے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے اُستاد حضرت سیّدنا حماد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ آپ کی ذہانت اور جستجو کی وجہ سے ہمیشہ آپ کو پہلی صف میں بٹھایا کرتے تھے۔ قُرآن و حدیث کا علم حاصل کرنے کے بعد آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ علمِ فقہ کی طرف متوجہ ہوگئے۔

حضرت سیّدنا حماد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے علاوہ آپ نے کُوفے کے دیگر عُلماء و فضلاء سے بھی علم حاصل کیا جن کی تعداد تقریباً چار ہزار (4000) بنتی ہے۔ چند مشہور اساتذہ کرام کے نام یہ ہیں: حضرت سیّدنا عطاء ابن ابی رباح، حضرت سیّدنا نافع، حضرت سیّدنا عکرمہ، حضرت سیّدنا عبد اللہ

حضرت سیّدنا امام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مزارِ مُبارک کی تصویر

بن سلیمان رحمہُ اللّٰہُ تعالیٰ۔ جب آپ مکّہ معظّمہ و مدینہ منوّرہ کی طرف حج و زیارت کے لیے تشریف لے گئے تو وہاں کے عُلمائے کرام سے بھی علم حاصل کیا۔ [147] آپ رحمۃُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہ کے اُستاد حضرت سیّدنا حمّاد رحمۃُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہ کا وصال ہو اتو لوگوں نے اُن کے بیٹے سے عرض کی کہ وہ اپنے والد کی مسند پر بیٹھیں مگر وہ اس عظیم ذمہ داری کے لیے تیار نہ ہوئے۔ پھر حضرت سیّدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں گزارش کی گئی تو آپ رحمۃُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہ نے فرمایا "میں نہیں چاہتا کہ علم مٹ جائے اور ہم دیکھتے رہیں۔" چنانچہ آپ رحمۃُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہ نے اپنے اُستاد کی مسند سنبھال لی اور دین کے طلب گاروں کے لیے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ [148] آپ رحمۃُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہ کے شاگردوں کی تعداد دس ہزار (10000) کے لگ بھگ تھی جن میں چند مشہور شاگردوں کے نام یہ ہیں: حضرت سیّدنا امام ابو یوسف، حضرت سیّدنا امام محمد بن حسن، حضرت سیّدنا امام مالک بن انس، حضرت سیّدنا امام یحییٰ بن زکریا، حضرت سیّدنا امام زُفر بن ہذیل اور حضرت سیّدنا امام عبد اللہ بن مبارک رحمہُمُ اللّٰہُ تعالیٰ۔

فقہ حنفی کی تدوین

فقہ حنفی کی تدوین کا سہرا آپ رضی اللّٰہُ تعالیٰ عنہُ کے سر جاتا ہے۔ آپ رضی اللّٰہُ تعالیٰ عنہُ ہی نے فقہ کو ایک مستقل علم کی شکل عطا فرمائی اور قرآن کریم اور احادیثِ نبویہ سے اولاً اصول بنائے اور پھر ان اصولوں پر احکام بیان فرمائے۔ اس کے لیے آپ رحمۃُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہ نے چالیس جیّد فقہاء پر مشتمل ایک مجلس قائم کر رکھی تھی۔ جب بھی کوئی مسئلہ پیش آتا تو امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہ اور اُس مجلس کے ارکین کی باہمی مشاورت کے بعد ہی اسے تحریری صورت میں لایا جاتا۔ [149] اسی وجہ سے دنیا میں فقہ حنفی کی کُتُب میں کثیر دلائل موجود ہیں۔ آپ رحمۃُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہ نے قرآن مجید اور احادیث نبویہ کی روشنی میں جو اصول اور ان سے حاصل ہونے والے احکام ملتِ اسلامیہ کو عطا فرمائے یہی فقہ حنفی ہے اور یہ قیامت تک آنے والے مُسلمانوں پر آپ رحمۃُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہ کا احسانِ عظیم ہے۔ [150]

شان و عظمت

اس وقت مُسلمان فقہی مسائل میں چار اماموں کے پیروکار ہیں۔ (i) حضرت سیّدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہ (ii) حضرت سیّدنا امام مالک بن انس رحمۃُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہ (iii) حضرت سیّدنا امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہ اور (iv) حضرت سیّدنا امام احمد بن حنبل رحمۃُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہ۔ ہر مُسلمان پر انھی چاروں آئمّہ دین میں سے کسی ایک کی تقلید واجب ہے۔ ان چاروں فقہ میں فقہِ حنفی کو باقی فقہ پر ترجیح حاصل ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ باقی مسالک کے تینوں امام براہِ راست یا بالواسطہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہ کے ہی شاگرد ہیں۔ حضرت سیّدنا امام شافعی رحمۃُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: اَلنَّاسُ عِيَالٌ عَلٰى اَبِيْ حَنِيْفَةَ فِي الْفِقْهِ یعنی تمام لوگ فقہ میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہ کی اولاد ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رحمۃُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہ کو حضرت سیّدنا امام اعظم کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے اور مُسلمانوں کی اکثریت حضرت سیّدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہ کے مسلک یعنی فقہِ حنفی کی پیروکار ہے۔ [151]

تقویٰ و پرہیز گاری

آپ رحمۃُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہ اس قدر عابد و زاہد اور پرہیز گار تھے کہ چالیس سال تک آپ رحمۃُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہ نے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی۔

آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کو خواب میں سو (100) مرتبہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا دیدار نصیب ہوا۔ آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے اپنی زندگی میں پچپن(55) مرتبہ حج کی سعادت حاصل کی۔ جب آخری بار حج کے لیے تشریف لے گئے حاضر ہوئے تو خُدّامِ کعبۂ مشرفہ نے آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کی خواہش پر کعبے کا دروازہ کھول دیا، آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ بصد عجز و نیاز اندر داخل ہوئے اور بیتُ اللہ کے دو سُتونوں کے درمیان عالم شوق میں صرف داہنے پیر پر کھڑے ہو کر اس حالت میں نصف قرآن پاک پڑھ لیا پھر رکوع و سجدہ کیا، دوسری رکعت میں بائیں پیر پر کھڑے ہو کر نصف آخر قرآن پاک ختم فرمایا، جب سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوئے تو بے ساختہ روتے ہوئے اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ سے مناجات کرتے ہوئے عرض کیا: "اے میرے معبود! اس کمزور و ضعیف بندے نے تیرا کچھ بھی حقِّ عبادت ادا نہیں کیا لیکن تیری معرفت حاصل کرنے میں حقِّ معرفت ادا کیا پس تو اس کے حقِّ عبادت کی ادائیگی میں نقصان کو اس کے کمال معرفت کے بدلے بخش دے۔" اُس وقت خانۂ کعبہ کے ایک گوشہ سے یہ غیبی آواز آئی: "اے ابو حنیفہ! بے شک تو نے حقِّ معرفت ادا کیا اور ہماری عبادت کی اور بہترین عبادت کی یقیناً ہم نے تیری مغفرت فرمادی اور اُس کی بھی جس نے تیری اتباع کی اور جس نے تیرا مسلک اختیار کیا۔"

آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ "آپ اس بلند مقام پر کیسے پہنچے؟" آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا کہ: "میں نے اپنے علم سے دوسروں کو فائدہ پہنچانے میں کبھی بخل نہیں کیا اور جو مجھے نہیں آتا تھا اس میں دوسروں سے استفادہ کرنے (سیکھنے) سے میں کبھی نہیں رُکا۔"

آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے مسلسل تیس سال روزے رکھے، اور رات کو نوافل میں تیس سال تک ایک رکعت میں قرآن پاک ختم کرتے رہے۔ جس مقام پر آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کی وفات ہوئی اُس مقام پر آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے سات ہزار بار قرآنِ پاک ختم کیا۔ [152]

حضرت سیّدنا حفص بن عبد الرّحمٰن رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہُ میرے ساتھ تجارت کرتے تھے اور مجھے مالِ تجارت بھیجتے ہوئے فرمایا کرتے: "اے حفص فلاں کپڑے میں عیب ہے جب تم اُسے فروخت کرو تو عیب بتا کر دینا۔" ایک مرتبہ حضرت سیّدنا حفص رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے مالِ تجارت فروخت کر دیا اور بیچتے ہوئے عیب بتانا بھول گئے اور یہ بھی یاد نہ رہا کہ کس کو بیچا ہے۔ جب حضرت سیّدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے تمام کپڑوں کی قیمت صدقہ کر دی۔ [153]

آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ امراء و حُکام کے ساتھ میل جول اور صحبت سے اجتناب کرتے اور اپنے شاگردوں کو بھی اس کی تلقین فرماتے تھے۔ خلیفہ منصور عباسی نے آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کو قاضی کے عہدے کی پیش کش کی۔ آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے خوفِ خُدا کے سبب یہ ذمّہ داری قُبول کرنے سے انکار کر دیا، چنانچہ آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کو خلیفہ منصور عباسی کے حکم پر بغداد کے جیل خانے میں قید کر دیا گیا۔ روزانہ آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کو قید خانے سے باہر لا کر سخت سزا دی جاتی۔ بالآخر دھوکے سے آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کو زہر کا پیالہ پیش کیا گیا، مگر آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ مؤمنانہ فراست سے زہر کو پہچان گئے اور پینے سے انکار فرمادیا، اس پر آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کو لٹا کر زبردستی حلق میں زہر اُنڈیل دیا گیا۔ زہر نے جب اپنا اثر دکھانا شروع کیا تو آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ بارگاہِ خُداوندی میں سجدہ ریز ہو گئے اور سجدے ہی کی حالت میں سن 150 ہجری میں آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے جامِ شہادت نوش کیا۔ اس وقت آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کی عمر شریف 80 برس تھی۔ آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کا مزار پُر انوار بغداد شریف میں زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔ [154]

یادرکھنے کی باتیں

- حضرت سیّدناامام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کانام نعمان، کُنّیت ابو حنیفہ اور لقب امام اعظم ہے۔
- ہر مسلمان پر چاروں آئمّہ دین میں سے کسی ایک کی تقلید واجب ہے۔
- مسلمانوں کی اکثریت حضرت سیّدناامام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مسلک یعنی فقہ حنفی کی پیروکار ہے۔
- حضرت سیّدناامام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے اساتذۂ کرام کی تعداد چار ہزار (4000) کے لگ بھگ ہے۔
- حضرت سیّدناامام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے خوفِ خُدا کے سبب قاضی کا عہدہ قُبول کرنے سے انکار کر دیا۔
- آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو خواب میں سو(100) مرتبہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا دیدار نصیب ہوا۔
- حضرت سیّدناامام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا مزارِ پُرانوار بغداد شریف میں زیارت گاہِ خاص وعام ہے۔

کیاآپ جانتے ہیں؟

حضرت سیّدناامام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ رمضانُ المبارک اور عید الفطر میں 62 قرآنِ پاک ختم کرتے۔(دن کو ایک، رات کو ایک، تراویح کے اندر سارے ماہ میں ایک اور عید کے روز ایک) [155]

مدنی پھول

حضرت سیّدنا امام شافعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا بارگاہِ امام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ میں ادب و احترام کا یہ عالم تھا کہ وہ فرماتے ہیں:"میں حضرت سیّدنا امام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور آپ کی قبر پر حاضری دیتا ہوں اور جب مجھے کوئی ضرورت پیش آتی ہے تو میں دو رکعت نماز نفل ادا کرتا ہوں اور اُن کی قبر کے قریب آکر اس کے حل کے لیے اللہ تعالٰی سے دعا کرتا ہوں تو میری حاجت جلد پوری ہو جاتی ہے۔ (ردالمحتار) [156]

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے حضرت سیّدناامام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی سیرت سے مفصّل آگاہی فراہم کیجیے۔
۲. طلبہ / طالبات کے سامنے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا علمی مقام بتاکر علم دین حاصل کرنے کا ذہن دیجیے۔
۳. طلبہ / طالبات کے سامنے فقہ حنفی کا تعاف بیان کیجیے اور اس کی ترجیح کی وجوہات بھی سمجھایئے۔
۴. حضرت سیّدنا امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی سیرت کے متعلق مزید آگاہی حاصل کرنے کے لیے مکتبۃ المدینہ کا شائع کردہ رسالہ "اشکوں کی برسات" کا آپ خود بھی مطالعہ کیجیے اور طلبہ/ طالبات کو بھی مطالعہ کرنے کا ذہن دیجیے۔

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ حضرت سیّدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا حصولِ علم دین کا شوق کیسا تھا؟

ب۔ حضرت سیّدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی عبادت گزاری کا حال بیان کیجیے۔

ج۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی دیانت داری کا واقعہ تحریر کیجیے۔

د۔ فقہ کے لحاظ سے چار مشہور ائمہ کرام کون سے ہیں؟

ہ۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے قاضی کا عہدہ کیوں قبول نہ فرمایا؟

سوال نمبر ۲: مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجیے۔

الف۔ کس مشہور عالم دین کے ارشاد پر حضرت سیّدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے علم دین کے حُصُول کا راستہ اختیار کیا؟

ب۔ حضرت سیّدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے تین مشہور اساتذۂ کرام کے نام لکھیے۔

ج۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے تین مشہور شاگردوں کے نام لکھیے۔

د۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے کیا سوچ کر درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا؟

سوال نمبر ۳: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ حضرت سیّدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سن ____________ ہجری میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔

ب۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ____________ بُزرگ ہیں۔

ج۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے شاگردوں کی تعداد ____________ کے لگ بھگ ہے۔

د۔ قاضی کا عہدہ قبول نہ کرنے کے سبب حضرت سیّدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو ____________ جیل بھجوا دیا گیا۔

ہ۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا وصال سن ____________ میں ہوا۔

حضرت سیّدنا شاہ عبد الحق محدّث دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

تدریسی مقاصد:
- طلبہ / طالبات کو حضرت سیّدنا شاہ عبد الحق محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے مختصر تعارف و اجمالی سیرت سے آگاہ کرنا۔
- طلبہ / طالبات کے سامنے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی علمی خدمات بیان کرنا۔

حضرت سیّدنا شاہ عبد الحق محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے مزارِ مُبارک کی تصویر

حضرت سیّدنا شاہ عبد الحق محدّث دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سن 958ہجری میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا نام محمد عبد الحق اور کنیت ابو المجد ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے والد کا نام سیف الدین دہلوی بخاری ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے آباؤ اجداد بخارا کے رہنے والے تھے جنھوں نے بعد میں دہلی میں آکر سُکونت اختیار کرلی تھی۔

ابتدائی تعلیم

حضرت سیّدنا شاہ عبد الحق محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ بچپن ہی سے بے حد ذہین تھے۔ آپ کے والد ماجد قُرآن پاک کا جتنا سبق دیتے آپ فوراً یاد کرلیتے، تین ماہ میں پورا قرآن مجید مکمل قواعد کے ساتھ پڑھ لیا۔ اس کے بعد آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اپنے والد ماجد کی زیر سرپرستی عربی اور فارسی کی تعلیم شُروع کی، ساتھ ہی آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے دیگر علمائے کرام کی صحبت بھی اختیار کی۔ 18 سال کی عمر میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے قرآن و حدیث اور دیگر ضروری عُلوم سیکھ لیے۔

سفر حجاز

کچھ عرصہ بعد آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ حجاز مقدس کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں کے محدّثین سے بخاری شریف و مسلم شریف کا درس حاصل کیا۔ کچھ عرصہ شیخ عبد الوہاب متّقی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی صحبتِ بابرکت میں رہے جہاں آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے طریقت کی منزلیں طے کیں۔ اُن ہی کے ساتھ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فریضۂ حج بھی ادا کیا اور پھر حرم شریف میں تقریباً ایک سال تک عبادت و ریاضت میں مصروف رہے۔ سن 999 ہجری میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اپنے وطن واپسی کے لیے روانہ ہوئے۔

باطل دین کے فتنے کا رد

ہندوستان پہنچ کر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے دیکھا کہ اکبر اور اس کے رُفقاء نے باطل دین یعنی دینِ الٰہی کا فتنہ پیدا کر رکھا ہے۔ ملک کا مذہبی ماحول خراب ہو رہا تھا، اسلامی شعائر کو پامال کرنے کی کوشش کی جارہی تھی۔ ان سنگین حالات میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس فتنہ کا مقابلہ کرنے کے لیے ایک مدرسے کی بُنیاد ڈالی اور قرآن و حدیث کے درس کے ذریعہ اسلامی تعلیمات عام کرنا شروع کیں۔ یہ سلسلہ آپ کی زندگی کے آخری لمحات تک جاری رہا۔ شمالی ہندوستان میں اُس زمانے کا یہ پہلا مدرسہ تھا جہاں سے شریعت وسُنّت کی آواز بُلند ہوئی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا مدرسہ صرف دہلی ہی میں نہیں بلکہ سارے شمالی ہندوستان میں ایسی امتیازی شان رکھتا تھا کہ سینکڑوں کی تعداد میں طلبہ اس مدرسے میں حصولِ علم کے لیے حاضر ہوتے اور مُتعدّد اساتذہ یہاں تدریس کے فرائض انجام دیتے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے جوشِ ایمانی اور عزم و استقلال کے ساتھ اکبر کے ایجاد کردہ باطل دین "دینِ الٰہی" جیسے فتنے کا ڈٹ کر مُقابلہ کیا۔

عشقِ رسول

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے سینے میں عشقِ رسُول کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ دُرود و سلام کا ورد آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا معمول تھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اکثر یہ دُعا مانگا کرتے تھے: "اے میرے پروردگار! میرا کوئی ایسا عمل نہیں ہے جو تیری بارگاہ میں پیش کر سکوں البتہ تیری عطا کردہ توفیق سے میرا ایک عمل بہت شاندار ہے اور وہ یہ ہے کہ اجتماعِ میلاد کے موقع پر میں نہایت عاجزی و انکساری اور محبّت و خُلوص کے ساتھ کھڑے ہو کر تیرے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر دُرُود و سلام بھیجتا ہوں۔ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میلادِ پاک سے زیادہ وہ کونسا مقام ہے جہاں تیری رحمتیں نازل ہوتی ہیں؟ اس لیے اے اَرْحَمَ الرّٰاحِمِیْن! مجھے پکا یقین ہے کہ میرا یہ عمل کبھی بیکار نہ جائے گا بلکہ یقیناً تیری بارگاہ میں قُبول ہو گا کیونکہ جو کوئی دُرود و سلام پڑھ کر دُعا کرتا ہے اُس کی دُعا کبھی رد نہیں ہوتی۔" [157]

افکار و نظریات

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی ذات برصغیر پاک و ہند کی مستند اور قابلِ اکرام شخصیت ہے۔ آپ کے تجدیدی و تصنیفی کارنامے روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اسلامی تعلیمات سے ٹکرانے والے ہر موقف، ہر نظریے اور ہر عقیدے کا رد فرمایا اور بدعات و خرافات کا خاتمہ کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھار کھی۔ آپ کے اسلامی افکار و نظریات کے چند گوشے یہ ہیں۔

- حضور سیّد المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بلاشبہ آخری نبی ہیں اور ساری کائنات کے نبی ہیں۔
- اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو ماکان و مایکون کا علم عطا فرمایا ہے۔
- جن و انس کے تمام ملک و حکومت اور سارے جہان اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے تصرّف و اختیار میں ہیں۔ [158]
- قیامت کے دن (انبیاء، علماء اور شہداء کے علاوہ) مسلمانوں میں سے تمام اہلِ خیر شفاعت کریں گے۔ شفاعت کا انکار گمراہی و بدمذہبی ہے جیسا کہ خوارج اور بعض معتزلہ اس کے منکر ہیں۔ [160]

- میت کی طرف سے صدقہ کرنا اسے نفع پہنچاتا ہے۔ اس میں اہلِ علم کے درمیان کوئی اختلاف نہیں کیونکہ یہ احادیث صحیحہ سے ثابت شدہ ہے خاص کر پانی صدقہ کرنا۔ [161]
- حضورِ اکرم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سے وسیلہ چاہنا حاجت پوری ہونے کا سبب اور مقصد میں کامیابی کا باعث ہے۔ اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی سے مدد مانگنے کے حوالے سے مشکوٰۃ شریف کی شرح میں فرماتے ہیں: "حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه کا فرمان ہے کہ جس سے زندگی میں مدد مانگی جاسکتی ہے اس سے بعد وفات بھی مدد مانگی جاسکتی ہے۔" [162]

تصانیف

آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے برّ صغیر پاک و ہند میں علم حدیث کو پروان چڑھایا۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے مُتعدّد موضوعات پر کتابیں لکھیں، جن کی تعداد سو سے زائد شمار کی جاتی ہے۔ چند مشہور کُتُب یہ ہیں: (i) اَشِعَّةُ اللَّمْعَات (ii) اَخْبَارُ الْاَخْیَار (iii) مَدَارِجُ النُّبُوَّة (iv) جَذْبُ الْقُلُوبِ اِلٰی دِیَارِ الْمَحْبُوْب (v) شرح فُتُوحُ الْغَیْب (vi) مَرَجُ الْبَحْرَیْن (vii) نکات الحق والحقیقة (viii) مَا ثَبَتَ مِنَ السُّنَّة

سن 1052 ہجری میں آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے وصال فرمایا۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه کی وصیّت کے مطابق آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه کو دہلی میں حوض شمسی کے کنارے دفن کیا گیا۔ [163]

یاد رکھنے کی باتیں

- حضرت سیّدنا شاہ عبد الحق محدّث دہلوی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه کا نام محمد عبد الحق اور کنیت ابو المجد ہے۔
- آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه کے مرشد شیخ عبد الوہاب متّقی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه ہیں۔
- آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه حرم شریف میں تقریباً ایک سال عبادت و ریاضت میں مصروف رہے۔
- آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے اکبر اور اس کے رُفقاء کے ایجاد کردہ باطل دین، دینِ الٰہی کے فتنے کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔
- آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے برّ صغیر پاک و ہند میں علم حدیث کو پروان چڑھایا۔
- آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے اسلامی تعلیمات سے ٹکرانے والے ہر موقف، ہر نظریے اور ہر عقیدے کا رد فرمایا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

حضرت سیّدنا شاہ عبد الحق مُحدّث دہلوی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه کی مشہور تصنیف اخبار الاخیار میں برّ صغیر پاک و ہند کے تقریباً تین سو اولیائے کرام و صوفیائے عظام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے حضرت سیّدنا شاہ عبد الحق محدث دہلوی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه کی سیرت کے مختلف گوشوں سے آگاہی فراہم کیجیے۔
۲. طلبہ / طالبات کے سامنے آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه کا شوق علم دین بتا کر علم دین حاصل کرنے کا ذہن دیجیے۔
۳. طلبہ / طالبات کے سامنے آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه کے افکار و نظریات کو واضح کیجیے۔

مدنی پھول

حضرت سیّدنا شاہ عبد الحق مُحدِّث دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: "سرورِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شبِ ولادت شبِ قدر سے بھی افضل ہے کیونکہ شبِ ولادت سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس دُنیا میں تشریف لانے کی رات ہے، جبکہ شب قدر وہ رات ہے جو سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو عطا کی گئی۔ اور جو رات نبئ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دنیا میں تشریف آوری کی وجہ سے مشرّف ہے وہ اس رات سے زیادہ شرف وعزت والی ہے جو ملائکہ کے نزول کی وجہ سے مشرّف ہے۔[164]

سوال نمبر ا: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ حضرت سیّدنا شاہ عبد الحق مُحدِّث دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی زندگی کے ابتدائی حالات مختصراً بیان کیجیے۔

ب۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کس طرح علم دین حاصل کیا؟

ج۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے عشقِ رسول کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

د۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے "دینِ الٰہی" نامی فتنے کا کس طرح مقابلہ کیا؟

ہ۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے افکار و نظریات پر روشنی ڈالیے۔

و۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی چند تصانیف کے نام لکھیے۔

سوال نمبر ۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ حضرت سیّدنا شاہ عبد الحق مُحدِّث دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ____________ ہجری میں دہلی میں پیدا ہوئے۔

ب۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے آباؤ اجداد ____________ کے رہنے والے تھے۔

ج۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حجاز مقدّس میں ____________ کی صحبت بابرکت میں رہے۔

د۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اکبر کے ایجاد کردہ ____________ کے فتنے کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

ہ۔ باطل دین کے فتنے کا مقابلہ کرنے کے لیے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے شمالی ہندوستان میں ایک ____________ کی بنیاد ڈالی۔

و۔ حضرت سیّدنا شیخ عبد الحق محدّث دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے تجدیدی و ____________ کارنامے روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں۔

حوالہ جات

1. (خزائن العرفان، پارہ30 الضحٰی)
2. (جنّتی زیور، صفحہ 603، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)
3. (جنّتی زیور، صفحہ 603، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)
4. (تفسیر صراط الجنان، صفحہ 39، شعب الایمان 450/2، الحدیث 2370)
5. (ہمارا اسلام، صفحہ 50)
6. (خزائن العرفان)
7. (ہمارا اسلام، صفحہ 51)
8. (بخاری، جلد 1، صفحہ 12، رقم: 15)
9. (کتاب العقائد، 27 ملخصاً)
10. (ہمارا اسلام، 264 ملخصاً)
11. (ملخص تفسیر خزائن العرفان، صفحہ نمبر 1116، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)
12. (کتاب العقائد، صفحہ 36 ملتقطا)
13. (المستدرک، جلد 4، صفحہ 343، رقم: 7853)
14. صراط الجنان، جلد 1، صفحہ 47، نیکی کی دعوت، صفحہ 107۔
15. انوار جمال مصطفٰی، صفحہ 326 تا 329 ملتقطاً و تفسیر نعیمی، جلد 1، صفحہ 58۔
16. انوار جمال مصطفٰی، صفحہ 334 ملتقطاً۔
17. انوار جمال مصطفٰی، صفحہ 335 ملتقطاً۔
18. احیاء العلوم، جلد 1، صفحہ 1054۔
19. جنّتی زیور، صفحہ 157۔
20. فیضان رمضان غُنیۃ الطالبین صفحہ 236 ملخصاً۔
21. شعب الایمان، جلد 3 صفحہ 374، رقم: 3811۔
22. اسلامی زندگی، صفحہ 77 ملخصاً ۔
23. سنن ابن ماجہ، جلد 1، صفحہ 160۔
24. مسند احمد، جلد 8، صفحہ 408۔
25. خزائن العرفان، ملخصاً۔
26. فیضان رمضان، صفحہ 303، سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 298، حدیث 1644۔
27. خزائن العرفان۔
28. فیضان رمضان، صفحہ 331، صحیح مسلم، صفحہ 329، حدیث 656۔
29. (سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 201، حدیث نمبر 1462)
30. الجوهرة النيرة، جلد 1 صفحہ 108، المطبعة الخيرية
31. (نماز کے احکام، صفحہ نمبر 376 بحوالہ کنز العمال)
32. (اَلْمُستَدرَک لِلْحاکم، جلد 1، صفحہ 711، رقم: 1435)
33. (ملخص نماز کے احکام، صفحہ 380 بحوالہ فتاوٰی تاتار خانیہ)
34. (ہمارا اسلام صفحہ 314)
35. (ہمارا اسلام، صفحہ 314)
36. (بہار شریعت حصہ 4 صفحہ 826)
37. (عالمگیری، جلد 1، صفحہ 162، بہارِ شریعت جلد 1، صفحہ 822)
38. (اَلْجَوْهَرَةُ النَّیِّرَة، صفحہ 139، دُرِّ مختار، جلد 3، صفحہ 158 - 159، بہارِ شریعت، جلد 1، صفحہ 823)
39. (المسند "لِلامام أحمد بن حنبل، مسند انس بن مالک، الحدیث: ۱۲۳۹۷، ج ۴، ص ۲۷۳.)
40. (مختصر أمجمع الزوائد، کتاب الایمان، باب فیما بنی علیہ الاسلام، رقم ۱۳۹، ج ۱، ص ۲۰۴) / جنت میں لے جانے والے اعمال، صفحہ نمبر 80۔
41. (صحیح البخاری، کتاب الزکوۃ، باب اثم مانع الزکوۃ، الحدیث ۱۴۰۳، ج ۱، ص ۴۷۴)
42. (فیضان زکوۃ، صفحہ نمبر 20)
43. (تفسیر خزائن العرفان، سورۂ بقرہ، آیت 245 ملخص)
44. (فیضان صدیق اکبر صفحہ 360 بحوالہ بہار شریعت جلد 1، صفحہ 874)
45. (ملخص فیضان صدیق اکبر صفحہ 364، 365 بحوالہ تاریخ مدینہ دمشق جلد 2، صفحہ 53، تاریخ الاسلام للذہبی، ج 3، صفحہ 28)
46. سیرت مصطفٰی، صفحہ 453، ضیاء النبی، جلد 4، صفحہ 496
47. (صراط الجنان، جلد 4، صفحہ 93 ملخصاً)
48. سیرت رسول عربی، صفحہ 231، سیرۃ ابن ہشام، صفحہ 483، 488، ملتقطاً، وشرح الزرقانی، جلد 3، صفحہ
49. 487، 511 ملخصاً
50. بخاری، سیرت مصطفٰی، صفحہ 453 - 456 و خزائن العرفان، پارہ 10، التوبۃ: 25
51. (ضیاء النبی، جلد 4، صفحہ 587 ملخصاً، سیرت مصطفٰی، صفحہ 487)
52. (سیرت مصطفٰی، صفحہ 488 بحوالہ المواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب ثم غزوۃ تبوک، ج ۴، ص ۶۸ ـ ۷۴)
53. (فیضان صدیق اکبر، صفحہ 120، سنن ابی داود، جلد 2، صفحہ 129)
54. (سیرت مصطفٰی، صفحہ 490، مدارج النبوۃ جلد 2 صفحہ 345 تا 346)
55. (سیرت مصطفٰی، صفحہ 495، 496)
56. (سیرت مصطفٰی، صفحہ 496، زرقانی جلد 4 صفحہ 90)

57 (سیرت مصطفی، صفحہ 497، بحوالہ مدارج النبوت، قسم سوم، باب نہم، ج ۲، ص ۳۴۹ مختصراً)

58 (سیرت رسول عربی، صفحہ 239)

59 (سیرت مصطفی، صفحہ 488، شرح الزرقانی، جلد 4، صفحہ 68 تا 72)

60 (احیاءُ العُلوم جلد 3 صفحہ 282 / اتحاف السادۃ المتقین جلد 9 صفحہ 779)

61 (شرح الزرقانی، سیرت مصطفی، صفحہ 526 تا 528 ملخصاً)

62 (سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ نمبر 1022)

63 (سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ نمبر 1022)

64 (سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ نمبر 1022)

65 (سیرت مصطفی، صفحہ 530، مسند امام احمد، جلد 9، صفحہ 127)

66 (مستدرک للحاکم، جلد 1، صفحہ 125)

67 (مسند امام احمد بن حنبل، جلد 7، صفحہ 75)

68 (سنن ترمذی، جلد 3، صفحہ 565)

69 (مسند امام احمد بن حنبل، جلد 5، صفحہ 72)

70 (مستدرک للحاکم، جلد 1، صفحہ 125)

71 (مستدرک للحاکم، جلد 1، صفحہ 125)

72 (بخاری شریف، جلد 2، صفحہ 176)

73 سیرت مصطفیٰ صفحہ نمبر 539-540

74 مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۴۲۵ و بخاری ج ۲ ص ۷۳۹

75 سیرت مصطفیٰ صفحہ 543-544

76 سیرت مصطفیٰ صفحہ 544-545

77 بخاری جلد 4، صفحہ 250

78 سیرت مصطفیٰ صفحہ 546

79 سیرت مصطفیٰ صفحہ 548

80 بخاری، الحدیث: 1264، جلد 2، صفحہ 75

81 سنن ابن ماجہ، جلد 1، صفحہ 520، رقم: 1628

82 فتاویٰ رضویہ، جلد 9، صفحہ نمبر 57

83 "صحیح البخاري"، کتاب الأدب، باب لیس الواصل بالمکافیٔ، الحدیث: ۵۹۹۱، ج ۴، ص ۹۸۔

84 صحیح مسلم"، کتاب البر والصلۃ... إلخ، باب صلۃ الرحم... إلخ، الحدیث: ۱۷۔(۲۵۵۵)، ص ۱۳۸۳۔

85 "المستدرک"، کتاب البر والصلۃ، باب من سره أن یدفع عنه میتة السوء... إلخ، الحدیث: ۷۳۶۲، ج ۵، ص ۲۲۲۔

86 "شعب الایمان"، باب في صلۃ الأرحام، الحدیث: ۷۹۶۲، ج ۶، ص ۲۲۳۔

87 "صحیح البخاري"، کتاب الأدب، باب من أحق الناس بحسن الصحبة، الحدیث: ۵۹۷۱، ج ۴، ص ۹۳۔

87 سنن ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء في بر الوالدین، الحدیث: ۱۹۰۳، ج ۳، ص ۳۵۸)

88 صراط الجنان، جلد 5، صفحہ 21، ترمذی، کتاب الزکاۃ، باب ماجاء فی الصدقۃ علی ذی القرابۃ، 2/142، الحدیث: 658۔

89 (تفسیر صراط الجنان جلد 2 صفحہ 201 بحوالہ تفسیرات احمدیہ صفحہ 285)

90 (بخاری، الحدیث: 6014، جلد 4، صفحہ 104)

91 (ترمذی، جلد 3، صفحہ 9، رقم 1951)

92 (بہار شریعت، جلد 3، صفحہ نمبر 565، سنن ابن ماجہ 'حدیث نمبر: 4223، جلد نمبر 4، صفحہ نمبر 479)

93 (غیبت کی تباہ کاریاں صفحہ 267 بحوالہ مکاشفۃ القلوب صفحہ 282)

94 (بہار شریعت، جلد 3، صفحہ نمبر 564، بخاري، الحدیث: 6016، جلد 4، صفحہ 104

95 (مسلم، الحدیث: 73۔(46)، صفحہ 43)

96 (نیکی کی دعوت صفحہ 358؛ معجم اوسط، جلد 3 صفحہ 129، حدیث 4080)

97 (صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 68، حدیث 47 ملخصاً)

98 (احیاء علوم الدین، جلد 3، صفحہ 435، تکبر، صفحہ 68)

99 (جنتی زیور، صفحہ 133)

100 (صراط الجنان، جلد 7، صفحہ 49)

101 (المعجم الاوسط، جلد 5، صفحہ 390، حدیث: 7711)

102 مسلم، صفحہ نمبر 1533، حدیث نمبر 65، 2864

103 (سیرت رسول عربی، صفحہ 343، شرح الزرقانی، جلد 6، صفحہ 48)

104 (سیرت رسول عربی، صفحہ 341، 342، ترمذی، حدیث 5822 تا 5824)

105 (سیرت رسولِ عربی، صفحہ 343، بحوالہ مواہب لدنیہ، جلد 6، صفحہ 50)

106 (بہشت کی کنجیاں صفحہ 216، کنز العمال، جلد 3، صفحہ 66)

107 صراط الجنان، جلد 5، صفحہ 368، اردو لغت۔

108 تفسیر نعیمی، جلد 14، صفحہ 466، 467، ملتقطاً۔

109 بخاری، جلد 4، صفحہ 175، رقم 3475۔

110 ضیاء القرآن، جلد 2، صفحہ 595 ملخصاً۔

111 (شعب الایمان، باب في حقوق الاولاد۔۔۔ الخ، الحدیث: ۸۷۴۱، ج ۶، ص ۴۲۰)

112 (بہار شریعت، جلد 3، صفحہ 609 ملخص)

113 (مرآۃ المناجیح، جلد 4، صفحہ نمبر 369۔)

114 (بہار شریعت، جلد 2، صفحہ 610، صحیح بخاری، باب کسب ارجل، جلد 2، صفحہ 11، حدیث 2072)

115 (معجم الاوسط، ۵/۱۳۶، حدیث: ۶۸۳۵)

116 (شعب الایمان، حدیث 4929، جلد 7، صفحہ 232)

117 (کنز العمال، ج4، ص5)

118 (جنت میں لے جانے والے اعمال، صفحہ 628، الترغیب والترہیب، جلد2، صفحہ 366)

119 (المعجم الاوسط، باب میم، رقم ٦٤٩٥، ج٥، ص٣٤ مختصراً)

120 (کنز العمال جلد3، صفحہ 62، حدیث 5501)

121 (احیاء العلوم جلد دوم صفحہ 231 بحوالہ موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب اصلاح مال، باب الاحتراف، 7/451، الحدیث 213 بتغیر)

122 احیاء العلوم جلد2، صفحہ 929، بحوالہ المعجم الاوسط، حدیث 2352

123 سنتیں اور آداب صفحہ 42 بحوالہ صحیح بخاری الحدیث 2950، جلد2، صفحہ 496

124 نیک بننے اور بنانے کے طریقے، صفحہ 558 بحوالہ سنن ابن ماجہ، جلد4، حدیث نمبر 3886۔

125 سنتیں اور آداب صفحہ 44 بحوالہ سنن ابن ماجہ حدیث 2825، جلد3، صفحہ 372

126 سنتیں اور آداب صفحہ 47 بحوالہ الحصن الحصین صفحہ 83

127 سنتیں اور آداب صفحہ 49 بحوالہ جامع ترمذی، الحدیث، 3459، جلد5، صفحہ 280

128 کنز العمال، الحدیث 17502، جلد6، صفحہ 301

129 سنتیں اور آداب صفحہ 50 بحوالہ صحیح بخاری حدیث، 3088، جلد2، صفحہ 336

130 مسلم، جلد4، صفحہ 2074، رقم: 2699

131 (ملخص امہات المؤمنین، صفحہ نمبر 24، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ بحوالہ مدارج النبوۃ)

132 (ملخص فیضان عائشہ صدیقہ، صفحہ نمبر 15، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ بحوالہ شرح زرقانی)

133 (مسلم، الحدیث 2442، صفحہ 1325)

134 (ملخص فیضان عائشہ صدیقہ، صفحہ نمبر 261 بحوالہ مدارج النبوۃ)

135 (ملخص فیضان عائشہ صدیقہ، صفحہ نمبر 373 بحوالہ مدارج النبوۃ)

136 (ملخص امہات المؤمنین، صفحہ نمبر 26،25، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ بحوالہ مدارج النبوۃ)

137 (ملخص فیضان عائشہ صدیقہ، صفحہ نمبر 256، بحوالہ مصنف ابن ابی شیبہ)

138 (سیرت مصطفی، صفحہ 659، الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جلد8، صفحہ 51-50)

139 (سیرت مصطفی، صفحہ 658، شرح الزرقانی، جلد4، صفحہ 389)

140 (سیرت مصطفی، صفحہ 661، بحوالہ شرح الزرقانی واکمال فی اسماء الرجال)

141 (سیرت مصطفی، صفحہ 660، بحوالہ شرح زرقانی، فیضانِ عائشہ صدیقہ، صفحہ 129)

142 (سیرت مصطفی، صفحہ 660، بحوالہ شرح زرقانی)

143 (سیرت مصطفی، صفحہ 662، امہات المؤمنین، صفحہ 35 بحوالہ شرح زرقانی)

144 (سنن ترمذی، ابوب المناقب عن رسول اللہ، باب فضل عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا ص473 الحدیث: 3884)

145 (اشکوں کی برسات صفحہ 2، بحوالہ نزھۃ القاری، جلد1، صفحہ 169)

146 (حضرت سیّدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ، علامّہ سید شاہ تراب الحق قادری، صفحہ نمبر 56، بحوالہ مناقب للموفق، صفحہ 84)

147 (حضرت سیّدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ، علامّہ سید شاہ تراب الحق قادری، صفحہ نمبر 265 تا 267 ملتقطاً)

148 (ملخص سیرت سیّدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ، علامّہ سید شاہ تراب الحق قادری، صفحہ نمبر 59 مطبوعہ زاویہ پبلشرز۔)

149 (تذکرہ سیّدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ، جمیل احمد شرقپوری، صفحہ نمبر 19 تا 21، مطبوعہ پروگریسو بکس۔)

150 (ملخص بہار شریعت حصہ 19 ضمیمہ صفحہ 1048۔)

151 (ملخص سیرت سیّدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ، صفحہ نمبر 12، ملتقطاً)

152 (اشکوں کی برسات صفحہ 7، بحوالہ در مختار جلد ا، صفحہ 127-126)

153 (حکایتیں اور نصیحتیں صفحہ 333۔)

154 (تذکرہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، ص 93-94۔)

155 (اشکوں کی برسات صفحہ ٨ اَلْخَیْرَاتُ الْحِسان ص٥٠)

156 (ردالمحتار)

157 (ملخص از اخبار الاخیار، صفحہ نمبر 605، مطبوعہ اکبر بک سیلرز لاہور)

158 (اشعۃ اللمعات، صفحہ 337، جلد1)

159 (اشعۃ اللمعات، صفحہ 408، جلد4، ملتقطاً)

160 (اشعۃ اللمعات، صفحہ 797، جلد1)

161 (جذب القلوب الی دیار المحبوب، صفحہ 220)

162 (اشعۃ اللمعات، صفحہ 715، جلد1)

163 (ملخص مدارج النبوۃ، جلد اول، صفحہ نمبر 11، 10، 9 مطبوعہ ضیاء القرآن، اخبار الاخیار، صفحہ نمبر 14، 13، 12، 11 مطبوعہ اکبر بک سیلرز)

164 (ملخص صبح بہاراں صفحہ 4 بحوالہ مَاثَبَتَ بِالسُّنّۃ صفحہ 100)

اِسلامیات

ہر ذی شعور تعلیم کی اہمیت سے بخوبی واقف ہے۔ تعلیم نہ صرف معاشرتی، معاشی اور اخلاقی بلکہ انسانی زندگی کے ہر پہلو سے متعلق فرد و معاشرے کو مسائلِ دُنیا سے نمٹنے کا سلیقہ عطا کرتی ہے۔ منظم و مہذب معاشرے ہمیشہ مربوط و بامعنی تعلیم کو حقیقی ترقی کی جانب اولین قدم قرار دیتے ہیں۔ اسی تناظر میں تعلیمی اداروں سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ مادّی ترقی کے میدان میں ایسے افراد تیار کریں جو بااخلاق ہونے کے ساتھ ساتھ قابلِ قدر کارکردگی کے حامل اور قابلِ رشک کردار کے مالک بھی ہوں۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! تبلیغِ قرآن و سُنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** نے جہاں کروڑوں عاشقانِ رسول کو تعلیم و تربیت کا ایک پاکیزہ مدنی ماحول فراہم کر کے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیاری پیاری سُنّتوں سے ان کا رشتہ مضبوط کیا، وہیں اُمّتِ مُصطفٰے کے نونہالوں کو بھی سُنّتوں کے سانچے میں ڈھالتے ہوئے انھیں معیاری تعلیم سے آراستہ کرنے کی اہم ذمہ داری کا بیڑا اُٹھایا جس کے نتیجے میں دارالمدینہ کے نام سے انٹرنیشنل اسلامک اسکول سسٹم کا قیام عمل میں لایا گیا۔ انٹرنیشنل اسلامک اسکول سسٹم کے تحت دُنیا کے مختلف ممالک میں قائم کردہ اسکول شریعت کے متعین کردہ اُصولوں کے مطابق مستقبل کے معماروں کی تربیت میں مصروف ہیں۔ **دارالمدینہ** کا نظامِ تعلیم **دعوتِ اسلامی** کی اُس مدنی سوچ کا مظہر ہے جو ہمیں دائرۂ شریعت میں رہتے ہوئے زندگی کے معاملات میں معاونت فراہم کرتی ہے۔ **دارالمدینہ** درحقیقت شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے عطا کردہ مدنی مقصد (مجھے اپنی اور ساری دُنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ اِنْ شَآءَاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ) کی جانب ایک عملی قدم ہے جو دُنیا اور آخرت کی بھلائی سمیٹنے کا سامان کرتا ہے۔ **دارالمدینہ** ایسا تعلیمی و تدریسی ماحول فراہم کرتا ہے جہاں اساتذہ و طلبہ سے لے کر دفتری عملے تک اور نصابی کتب کی تصنیف و تالیف سے لے کر تدریسی مشاغل کی انجام دہی تک کے معاملات شرعی تقاضوں کے مطابق سرانجام دینے کی حتّی الامکان کوشش کی جاتی ہے۔ **دارالمدینہ** بہترین معیاری تعلیم کے ساتھ ساتھ اسلامی تربیت پر بھی خاص توجہ دیتا ہے جس کے نتیجے میں پڑھنے اور پڑھانے والے ہر فرد میں اسلامی تربیت کی جھلک نظر آتی ہے۔

دارالمدینہ کی چند اہم خصوصیات :

- قرآن مجید اور دینی عُلوم کی تعلیم کا خصوصی اہتمام۔
- دینی و دنیاوی تعلیم کا حسین امتزاج۔
- قومی و عالمی تقاضوں کے مطابق معیاری نصاب۔
- مدنی منّوں/منّیوں کے لیے ابتدا سے ہی الگ الگ کلاسز کا اہتمام۔
- تدریسی تقاضوں کی تکمیل کے لیے وقتاً فوقتاً اساتذہ کی تربیت کا اہتمام۔
- خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ اور عشقِ مُصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فروغ۔
- ہر قسم کے غیر مہذب اور غیر شرعی اُمور سے پاک مدنی ماحول۔
- اہل، تجربہ کار اور اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذۂ کرام۔
- ہم نصابی سرگرمیاں۔
- مختلف تعلیمی سرگرمیوں کے لیے جدید سہولیات۔

کتابوں، کاپیوں اور مقدس تحریروں کا ادب کیجیے۔

9789696910176

دارالمدینہ (ہیڈ آفس)
دارالمدینہ انٹرنیشنل ایجوکیشن سیکریٹریٹ، پروجیکٹ نمبر7، پلاٹ نمبر171، بلاک 13/A، نزد گیلانی مسجد، گلشنِ اقبال، کراچی
فون نمبر: 34813326-21-92+/ 34990226-21-92+ ای میل: curriculum@darulmadinah.net
ویب سائٹ: www.darulmadinah.edu.pk | www.dawateislami.net